قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

یکم جون2020ء | 9شوال1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 131

ارشاد باری تعالیٰ

طٰسٓ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۙ﴿۲﴾

ھُدًی وَّ بُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ﴿۳﴾

(النمل:2-3)

ترجمہ: طَیِّب سَمِیۡع : پاک، بہت سننے والا۔ یہ قرآن کی اور ایک روشن کتاب کی آیات ہیں۔ مومنوں کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہیں۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزفرمودہ 22 مئی 2020ءبمقام مسجد مبارک، اسلام آبادٹلفورڈ یو کے

یوم خلافت کے حوالے سے خلیفۂ وقت کے ساتھ احباب جماعت کے اطاعت و محبت، اخلاص و وفا اور فدائیت کے ایمان افروز واقعات

جماعت کو خلافت سے اور خلیفۂ وقت کاجماعت سے جو تعلق ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کا ثبوت ہے

دِلوں میں اخلاص و وفا کا تعلق اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور کوئی دُنیاوی طاقت اسے چھین نہیں سکتی

یومِ خلافت والے دن سے ایک نئی ترتیب کے ساتھ ایم ٹی اے کےچینلز کا آغاز،مختلف ریجنز کے اعتبار سے ایم ٹی اے کو8 چینلز میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور چینلز کی مین لینگوئجز کی تفصیلات

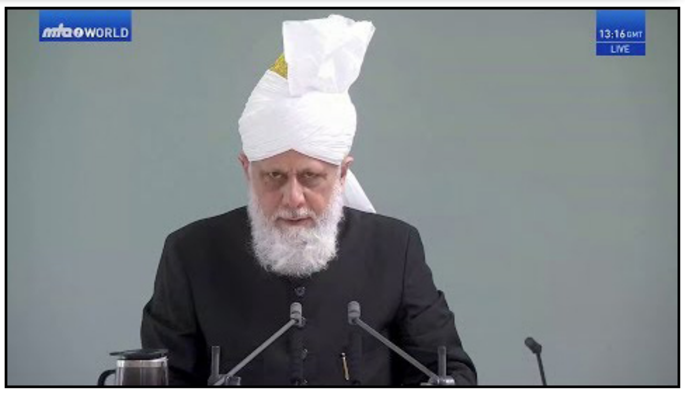

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نےمورخہ 29مئی 2020ء کو مسجد مبارک ، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو کہ مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ ایم ٹی اے پر براہ راست نشر کیا گیا ۔حضور انور نے فرمایا:حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ میں خدا تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس صدق و اخلاص اور تعلق و محبت کے نظارے ہم نے دیکھے۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بےشمار واقعات ہیں۔ پُرانے احمدی خاندانوں میں اس تعلق کی روایات، ہمارے لٹریچر ، خلفاء کے خطبات اور خطابات میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے اور یہی تعلق ہے جو جماعت کی اکائی اور وحدت کی نشانی اور ضمانت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے اطلاع پانے کے بعد اپنے اس دُنیا سے رخصت ہونے کی خبر جماعت کو دی تو ساتھ ہی جماعت کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر جماعت میں سلسلہ خلافت کے جاری ہونے کی خوشخبری بھی دی۔ چنانچہ آپؑ نےرسالہ الوصیت میں یہ تحریر فرمایا کہ ’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ۔‘‘

حضور انور نے فرمایا:اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے مطابق آپؑ کی وفات کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوا ۔ خلافت کے ساتھ افرادِ جماعت کا جو تعلق ہے جس میں پرانے احمدی بھی شامل ہیں اور نئے آنے والے بھی نوجوان بھی اور بچے بھی مرد بھی اور عورتیں بھی دور دراز رہنے والے احمدی بھی جنہوں نے کبھی خلیفہ وقت کو دیکھا بھی نہیں ہے سب شامل ہیں لیکن یہ سب لوگ جو ہیں اخلاص و وفا میں بڑھے ہوئے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خلیفہ وقت کا پیغام پہنچے تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ محبت اور تعلق کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اور یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے پورا ہونے کی فعلی شہادت ہے اور جماعت کی ترقی بھی اس تعلق سے وابستہ ہے ۔ جماعت کو خلافت سے جو تعلق ہے اور خلیفہ وقت کو جماعت سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرت کا ثبوت ہے اور یہ صرف باتیں نہیں ہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں ایسے واقعات ہیں جہاں افرادِ جماعت اس بات کا اظہار کرتے ہیں اگر ان واقعات کو جمع کیا جائے تو بیشمار ضخیم جلدیں اس کی بن جائیں گی۔

حضور انور نے بعض واقعات ،جذبات اور احساسات کا ذکرفرمایا جو جماعت کو خلیفۂ وقت سے ہر زمانے میں رہے اور اب تک ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد سے شروع ہوئے جو آج 112 سال مکمل ہونے کے بعد بھی اسی طرح قائم ہیں۔ فرمایا : مخالفین تو سمجھتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا لیکن افرادِ جماعت کا ارادت و مودّت اور اخلاص و وفا کا تعلق خلافت سے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور کیوں نہ ہو یہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔ حضور انور نے چند واقعات پیش فرمائےجو کہ خلاصۃً قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

ایڈیٹر صاحب ’’البدر‘‘حضرت خلیفۃالمسیح الاول ؓ کی علالت کے ایام کے بارے میں لکھتے ہیں ۔ان ایام میں خدام کے خطوط عیادت کے کثرت سے آ رہے ہیں اور ان خطوں پہ حضرت خلیفۃالمسیح الاول ؓ نے فرمایا ۔میں ان سب کے واسطے دُعا کرتا ہوں جو عیادت کا خط لکھتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ عشاق عجیب پیراو میں اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی لکھتے ہیں میں نے تو ایک روز جناب باری میں عرض کی تھی کہ اے مولا ! حضرت نوح کی زندگی کی

باقی صفحہ نمبر 7 پر

اس شمارہ میں

- خلاصہ خطبہ جمعہ 29مئی2020ء
- متن خطبہ جمعہ 8مئی2020ء
- خلافتِ احمدیہ امن و آشتی کی آئینہ دار
- سعداللہ لدھیانوی کی ہلاکت کا نشان اور مزید وضاحت
- مضمون نویسی کی اہمیت اور طریق کار
- مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت

فرمانِ رسول ﷺ

ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا ”اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔“ ہم نے عرض کیا۔ یارسول اللّٰہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا ”ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں“ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔ (قشیریہ باب الذکر صفحہ 111)

دربارِ خلافت

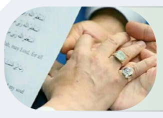

دعا کی حقیقت

دعا کی حقیقت کیا ہے؟ اُس کی فلاسفی کیا ہے؟ اِس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پڑھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

”جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے اور اس سے حلِّ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچا دے خداتعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلّی اور سکینت خداتعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے۔ اور ہر گز ہر گز نامرادنہیں رہتا۔ اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خداتعالیٰ کی طرف مونہہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا ہے اور اندھا مرتا ہے۔“ فرمایا ”ہماری اس تقریر میں اُن نادانوں کا جواب کافی طور پر ہے جو اپنی نظرِ خطاکار کی وجہ سے“ (یعنی غلط سوچ رکھنے اور ظاہری طور پر دیکھنے کی وجہ سے) ”یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دعا میں فنا ہوتے ہیں“ (یعنی اُن کی اپنی حالت بھی یہ ہوتی ہے، اور کہتے بھی یہی ہیں کہ دعا کر رہے ہیں اور دعا کی کیفیت بھی ہوتی ہے، اُس میں فنا ہوتے ہیں) ”پھر بھی اپنے مقاصد میں نامراد رہتے اور نامراد مرتے ہیں۔“ (یعنی اُن کے مقاصد، جو وہ چاہتے ہیں، اُن کو نہیں ملتے) ”اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دعا کا قائل نہ خدا کا قائل وہ ان پر فتح پاتا ہے۔“ (یعنی اُس کو سب کچھ مل جاتا ہے) ”اور بڑی بڑی کامیابیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ سو جیساکہ ابھی میں نے اشارہ کیا ہے۔ اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ ظاہر بین تو یہ دیکھتا ہے کہ ایک شخص جس مقصد کے لئے دعا کر رہا تھا اُس کو حاصل نہیں ہوئی“ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”ایک تو پہلی شرط یہ رکھی ہے، دعا کو کمال تک پہنچانا۔ اور جو حقیقت میں دعا کرتا ہے وہ صرف ظاہری چیز کو نہیں دیکھتا۔ جو مومن ہے، جس میں مومنانہ فراست ہے جو خدا تعالیٰ کے تعلق کو جانتا ہے وہ صرف یہ نہیں دیکھتا کہ میں جو مانگ رہا ہوں مجھے مل گیا بلکہ فرمایا کہ اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔“

فرمایا: ”اور یہ ہر گز صحیح نہیں کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اُسی امر میں میسر آسکتی ہے جس کو ہم بذریعہ دعا چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ خدا جانتا ہے کہ ہماری حقیقی خوشحالی کس امر میں ہے؟ وہ کامل دعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔“ (اگر دعا کامل ہو، صحیح ہو، حقیقی رنگ میں ہو، اللہ تعالیٰ کے کہنے کے مطابق ہو تو اللہ تعالیٰ جو سمجھتا ہے کہ حقیقی خوشحالی کس چیز میں ہے، وہ عطا فرما دیتا ہے) فرمایا کہ ”جو شخص روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے۔ ہاں وہ کامل دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تختِ شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے۔“ (ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 237)

دعا کرنے والے کو جو لذت ملتی ہے وہ مشکل کے وقت میں ہی مل سکتی ہے۔ فرمایا کہ جو ایک بادشاہ کو نہیں مل سکتی۔

پس یہ دعا کی حقیقت ہے اور جیسا کہ میں نے کہا یہ اس کی مختصر فلاسفی ہے۔ یہ دعا کی روح ہے اور ایک حقیقی مومن کی یہ سوچ ہے اور ہونی چاہئے اور ہمیں اسے ہر وقت سامنے رکھنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ مؤرخہ یکم مارچ 2013ء)

کاش کہ مجھ کو ملے ایسی زباں اس دہر میں

کوئی بھی اچھا نہیں لگتا سماں اس دہر میں
جب نہ ہو چہرہ تیرا جلوہ کناں اس دہر میں

اے خدا مجھ کو عطا کر وہ دل بریان عشق
جس سے ہوں پیدا نئے لاکھوں جہاں اس دہر میں

میں محبت میں بھی ہوں خاموشیوں کا معترف
مجھ کو تو چھپ کر بنا اپنا مکاں اس دہر میں

جو کوئی بھی جب تیرے نوروں میں نہلایا گیا
تو ہوئے اس میں عیاں کون و مکاں اس دہر میں

جو مرے دل کے نہاں خانوں کو کچھ تو کھول دے
کاش کہ مجھ کو ملے ایسی زباں اس دہر میں

جو مرے دل کے اک اک ذرے پہ ہیں لکھے ہوئے
ہیں وہی تو چار سو بکھرے جہاں اس دہر میں

مقبول احمد ظفر۔مرحوم

آج کی دعا

رَبِّ ھَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ (الصّٰفّٰت:101)

ترجمہ: ”اے میرے رب! مجھے صالحین میں سے وارث (نیک بیٹا) عطا کر“

یہ قرآن مجید کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صالح اولاد کی تمنا کے لئے دعا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور صالح اولاد کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔ اور آپ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا کئے۔

قدسیہ محمود سردار

خطبہ جمعہ

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 8 مئی 2020ء اسلام آباد، ٹلفورڈ، (سرے) یوکے

آنحضرتﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی حضرت خَبَّابْ بن اَرَتْ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان میں سے ایک شخص کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اسے اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور وہ اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس شخص کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور یہ بات اس کو اس کے دین سے نہ روک سکتی

حضرت خَبَّابؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو کہا کہ قریب آ جاؤ کیونکہ سوائے عَمّار بن یاسر کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں

نتیجہ یہی ہے کہ قربانیاں کرنی پڑتی ہیں جنہوں نے شروع میں قربانیاں کیں ان کو عزت ملی بعد میں اگر آئے اور اس ذلت کے داغ کو مٹانا ہے تو پھر بھی قربانیوں سے ہی مٹایا جا سکتا ہے

اے اللہ! ہمیں اور انہیں بخش دے اور اپنے عفو کے ذریعہ ہم سے اور ان سے درگزر کر۔ خوشخبری ہو اس شخص کو جو آخرت کو یاد کرے اور حساب کے لیے عمل کرے اور جو اس کی ضرورت کو پوری کرنے والی چیزہو وہ اس پر قناعت کرے اور اللہ عزوجل کو راضی رکھے

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

آج میں ایک بدری صحابی حضرت خَبَّابْ بن اَرَتْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کروں گا۔ حضرت خَبَّابؓ کا تعلق قبیلہ بنو سعد بن زید سے تھا۔ ان کے والد کا نام اَرَتْ بن جَنْدَلَہ تھا۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ اور بعض کے نزدیک ابو محمد اور ابو یحیٰ بھی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں غلام بنا کر مکہ میں بیچ دیے گئے۔ یہ عُتبہ بن غَزْوَان کے غلام تھے۔ بعض کے نزدیک اُمِّ اَنمار خُزَاعِیہ کے غلام تھے۔ بنو زُہرہ کے حلیف ہوئے۔ اول اسلام لانے والے اصحابؓ میں یہ چھٹے نمبر پر تھے اور ان اولین میں سے ہیں جنہوں نے اپنا اسلام ظاہر کر کے اس کی پاداش میں سخت مصائب برداشت کیے۔ حضرت خَبَّابؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں تشریف لانے اور اس میں دعوت دینے سے پہلے اسلام لائے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 121-122 خَبَّاب بن الارت دارالکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 2 صفحہ 221 خَبَّاب بن الارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 1995ء)

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 147 خَبَّاب بن الارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

مجاہد کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام ظاہر کیا وہ یہ ہیں: حضرت ابوبکرؓ، حضرت خَبَّابؓ، حضرت صُہیبؓ، حضرت بِلالؓ، حضرت عَمّارؓ اور حضرت سُمَیّہؓ والدہ حضرت عَمّارؓ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا ابوطالب کے ذریعہ سے محفوظ رکھا اور حضرت ابوبکرؓ کو خود ان کی قوم نے محفوظ رکھا۔ بہرحال یہ جو لکھنے والا ہے یہ ایک خاص تناظر میں یہ لکھ رہا ہے لیکن یہ بات بہرحال لازمی ہے اور اس لکھنے والے کے ذہن میں بھی شاید یہ نہیں رہا کہ باوجود اس کے جو اس نے لکھا ہے کہ ان کے چچا ابوطالب نے ان کو محفوظ رکھا یا ان کی وجہ سے حفاظت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مشرکینِ مکہ کے ہاتھوں مظالم سے محفوظ نہ رہے اور نہ ہی حضرت ابوبکرؓ محفوظ رہے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ انہیں بھی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا بلکہ حضرت ابوطالب سمیت ظلموں کا نشانہ بنایا گیا۔ لکھنے والا تو یہ کہتا ہے کہ پھر یہ لوگ تو محفوظ رہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا یہ بھی اس کی ایک سوچ ہے کیونکہ تاریخ تو یہ کہتی ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہے، نہ حضرت ابوبکرؓ محفوظ رہے لیکن بہرحال وہ پھر اپنے اس خیال کا اظہار کرتے ہوئے آگے لکھتا ہے کہ یہ تو دونوں محفوظ ہوئے لیکن باقی سب لوگوں کو لوہے کی زرہیں پہنائی گئیں اور انہیں سورج کی شدید دھوپ میں جھلسایا گیا اور جس قدر اللہ نے چاہا انہوں نے لوہے اور سورج کی حرارت کو برداشت کیا۔ شعبی کہتے ہیں کہ حضرت خَبَّابؓ نے بہت صبر کیا اور کفار کے مطالبے یعنی اسلام سے انکار کو منظور نہیں کیا تو ان لوگوں نے ان کی پیٹھ پر گرم گرم پتھر رکھے یہاں تک کہ ان کی پیٹھ سے گوشت جاتا رہا۔ اسد الغابہ کی یہ ساری روایت ہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 2 صفحہ 147 خَبَّاب بن الارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت خَبَّابؓ کا ایک واقعہ جو حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کے وقت پیش آیا اس کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ ابھی حضرت حمزہؓ کو اسلام لائے صرف چند دن ہی گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک اور خوشی کا موقع دکھایا یعنی حضرت عمرؓ جو ابھی تک اشد مخالفین میں سے تھے مسلمان ہو گئے۔ ان کے اسلام لانے کا قصہ بھی نہایت دلچسپ ہے۔ بہت سارے لوگوں نے سنا بھی ہوا ہے، پڑھا بھی ہوا ہے لیکن یہ تفصیل جو آپؓ نے بیان کی ہے یہ بھی میں بیان کر دیتا ہوں اور یہ بیان کرنا ان کی تاریخ کے لیے ضروری ہے۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت میں سختی کا مادہ تو زیادہ تھا ہی مگر اسلام کی عداوت نے اسے اور بھی زیادہ کر دیا تھا۔ چنانچہ اسلام سے قبل عمر غریب اور کمزور مسلمانوں کو ان کے اسلام کی وجہ سے بہت سخت تکلیف دیا کرتے تھے لیکن جب وہ انہیں تکلیف دیتے دیتے تھک گئے اور ان کے واپس آنے کی کوئی صورت نہ دیکھی تو خیال آیا کیوں نہ اس فتنے کے بانی کا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاتمہ کر دیا جاوے۔ یہ خیال آنا تھا کہ تلوار لے کر گھر سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع کی۔ راستے میں ایک شخص نے انہیں ننگی تلوار ہاتھ میں لیے جاتے دیکھا تو پوچھا۔ عمر! کہاں جاتے ہو؟ عمر نے جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام تمام کرنے جاتا ہوں۔ اس نے کہا کیا تم محمد کو قتل کرکے بنو عبدمناف سے محفوظ رہ سکو گے؟ ذرا پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضرت عمرؓ جھٹ پلٹے، واپس ہوئے اور اپنی بہن فاطمہ کے گھر کا راستہ لیا۔ جب گھر کے قریب پہنچے تو اندر سے قرآن شریف کی تلاوت کی آواز آئی۔ جو خَبَّاب بن اَلْاَرَت خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنا رہے تھے۔ عمرؓ نے یہ آواز سنی تو غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ جلدی سے گھر میں داخل ہوئے لیکن ان کی آہٹ سنتے ہی خَبَّاب تو فوراً کہیں چھپ گئے اور

فاطمہ نے قرآن شریف کے اوراق بھی اِدھر اُدھر چھپا دیے۔ حضرت عمرؓ کی بہن کا نام فاطمہ تھا۔ حضرت عمرؓ اندر آئے تو للکار کر کہا میں نے سنا ہے تم اپنے دین سے پھر گئے ہو۔ یہ کہہ کر اپنے بہنوئی سعید بن زید سے لپٹ گئے۔ فاطمہ اپنے خاوند کو بچانے کے لیے آگے بڑھیں تو وہ بھی زخمی ہوئیں مگر فاطمہ نے دلیری کے ساتھ کہا۔ ہاں عمر! ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو۔ اب ہم اسلام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضرت عمرؓ نہایت سخت آدمی تھے لیکن اس سختی کے پردہ کے نیچے محبت اور نرمی کی بھی ایک جھلک تھی جو بعض اوقات اپنا رنگ دکھاتی تھی۔ بہن کا یہ دلیرانہ کلام سنا، یہ بات سنی تو آنکھ اوپر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو وہ خون میں تربہ تر تھی۔ اس نظارہ کا عمر کے قلب پر ایک خاص اثر ہوا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر بہن سے کہنے لگے کہ مجھے وہ کلام تو دکھاؤ جو تم پڑھ رہے تھے؟ فاطمہ نے کہا کہ میں نہیں دکھاؤں گی کیونکہ تم ان اوراق کو ضائع کر دو گے، ان صفحوں کو ضائع کر دو گے۔ عمر نے جواب دیا۔ نہیں نہیں تم مجھے دکھاؤ۔ میں ضرور واپس کر دوں گا۔ فاطمہ نے کہا مگر تم نجس ہو، ناپاک ہو اور قرآن کو پاکیزگی کی حالت میں ہاتھ لگانا چاہیے۔ پس تم پہلے غسل کر لو تو پھر دکھا دوں گی اور پھر دیکھ لینا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ غالباً ان کا منشا یہ بھی ہو گا کہ غسل کرنے سے عمر کا غصہ بالکل فرو ہو جائے گا اور وہ ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ جب عمر غسل سے فارغ ہوئے تو فاطمہ نے قرآن کے اوراق نکال کر ان کے سامنے رکھ دیے۔ انہوں نے اٹھا کر دیکھا تو سورۂ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تھیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرعوب دل کے ساتھ انہیں پڑھنا شروع کیا اور ایک ایک لفظ اس سعید فطرت کے اندر گھر کیے جاتا تھا اپنا اثر دکھا رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے جب حضرت عمرؓ اس آیت پر پہنچے کہ

إِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى (طٰہٰ: 15-16)

یعنی میں ہی اس دنیا کا واحد خالق و مالک ہوں میرے سوا اور کوئی قابل پرستش نہیں۔ پس تمہیں چاہیے کہ صرف میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد کے لیے اپنی دعاؤں کو وقف کر دو۔ دیکھو! موعود گھڑی جلد آنے والی ہے مگر ہم اس کے وقت کو مخفی رکھے ہوئے ہیں تاکہ ہر شخص اپنے کیے کا سچا سچا بدلہ پاسکے۔

جب حضرت عمرؓ نے یہ آیت پڑھی تو گویا ان کی آنکھ کھل گئی اور سوئی ہوئی فطرت چونک کر بیدار ہو گئی۔ بے اختیار ہو کر بولے۔ یہ کیسا عجیب اور پاک کلام ہے۔ خبّابؓ نے یہ الفاظ سنے تو فوراً باہر نکل آئے اور خدا کا شکر ادا کیا اور کہا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ ہے کیونکہ خدا کی قسم! ابھی کل ہی مَیں نے آپؐ کو یہ دعا کرتے سنا تھا کہ یا اللہ! تو عمر ابن الخطاب یا عمرو بن ہشام یعنی ابوجہل میں سے کسی ایک کو ضرور اسلام عطا کر دے۔ حضرت عمرؓ کو اب ایک ایک پل گراں تھی۔ اس کلام کو پڑھنے کے بعد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچاننے کے بعد ان کے لیے اب یہاں ٹِک رہنا بڑا مشکل ہو رہا تھا۔ انہوں نے خبّابؓ سے کہا کہ مجھے ابھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ بتاؤ وہ کہاں ہے۔ مگر کچھ ایسے آپے سے باہر ہو رہے تھے کہ تلوار اسی طرح ننگی کھینچ رکھی تھی۔ یہ خیال نہیں آیا کہ تلوار بھی میان میں ڈال لیں۔ ننگی تلوار کو اسی طرح ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا۔ بہرحال اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دارارقم میں مقیم تھے۔ چنانچہ خبّابؓ نے انہیں وہاں کا پتہ بتادیا۔ عمرؓ وہاں گئے اور دروازے پر پہنچ کر زور سے دستک دی۔ صحابہؓ نے دروازے کی دراڑ میں سے عمر کو ننگی تلوار تھامے ہوئے دیکھ کر دروازہ کھولنے میں تامل کیا، ہچکچاہٹ کی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دروازہ کھول دو اور حضرت حمزہؓ نے بھی کہا، حضرت حمزہؓ بھی وہاں تھے کہ دروازہ کھول دو۔ اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو بہتر ورنہ اگر نیت بد ہے تو واللہ اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑادوں گا۔ دروازہ کھولا گیا۔ عمر ننگی تلوار ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوئے۔ ان کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور عمر کا دامن پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا اور کہا عمر کس ارادے سے آئے ہو؟ واللہ میں دیکھتا ہوں کہ تم خدا کے عذاب کے لیے نہیں بنائے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم خدا کے عذاب کے لیے نہیں بنائے گئے۔ عمرؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! میں مسلمان ہونے آیا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ سنے تو خوشی سے جوش میں اللہ اکبر کہا اور ساتھ ہی صحابہؓ نے اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 157تا159)

حضرت خبّابؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبے کے سائے میں اپنی چادر پر ٹیک دیے بیٹھے تھے۔ ہم نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ ہمارے لیے نصرت طلب نہیں کریں گے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تنگی کے حالات میں ہمارے لیے اللہ سے دعا نہیں کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان میں سے ایک شخص کے لیے زمین میں گڑھا کھودا جاتا پھر اسے اس میں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور وہ اس کے سر پر رکھا جاتا اور اس شخص کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے اور یہ بات اس کو اس کے دین سے نہ روک سکتی اور لوہے کی کنگھیوں سے اس کا گوشت ہڈیوں یا پٹھوں سے نوچ کر الگ کر دیا جاتا اور یہ بات اس کو اس کے دین سے نہ روک سکتی۔ پھر آپؐ نے فرمایا اللہ کی قسم! اللہ اس کام کو یعنی جو میرا مشن ہے اس کو ضرور پورا کرے گا۔ جس مقصد کے لیے میں آیا ہوں وہ ضرور پورا ہو گا، آسانیاں بھی آئیں گی۔ پھر آگے آپؐ نے فرمایا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا۔ صنعاء اور حضرموت یمن کے دو شہر ہیں اور کہتے ہیں ان دونوں کے درمیان 216 میل کا فاصلہ ہے۔ بہرحال آپؐ نے فرمایا کہ یہ سفر کرے گا اور اس کو سوائے خدا کے کسی کا ڈر نہیں ہو گا۔ یا یہ بھی فرمایا کہ نہ اپنی بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ آور ہونے کا ڈر ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا مگر تم لوگ جلدی کرتے ہو۔ صبر سے یہ ساراکام ہو گا۔ بخاری کی روایت ہے یہ۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ فی الاسلام حدیث نمبر 3612)

(معجم البلدان جلد ۲ صفحہ 311 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

دوسری جگہ یہ روایت اس طرح درج ہوئی ہے۔ حضرت خبّابؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ ایک درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے سر کے نیچے رکھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ ہمارے لیے دعا نہیں کریں گے اس قوم کے خلاف جن کی نسبت ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہمیں ہمارے دین سے نہ پھیر دیں؟ تو آپؐ نے مجھ سے اپنا چہرہ تین مرتبہ پھیرا۔ چہرہ پرے کر لیا اور جب بھی میں آپؐ سے یہ عرض کرتا تو آپؐ اپنا منہ موڑ لیتے۔ تیسری دفعہ آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صبر کرو۔ خدا کی قسم! تم سے پہلے خدا کے ایسے مومن بندے گزرے ہیں جن کے سر پر آرا رکھ دیا جاتا اور انہیں دو ٹکڑے کر دیا جاتا مگر وہ اپنے دین سے پیچھے نہ ہٹے۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تمہاری راہیں کھولنے والا اور تمہارے کام بنانے والا ہے۔

(المستدرك علی الصحیحین للحاکم جلد 3 صفحہ 431-432 کتاب معرفة الصحابة باب ذکر مناقب خبّاب بن الارت حدیث 5643)

حضرت خبّابؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں لوہار تھا اور عاص بن وائل کے ذمہ میرا قرض تھا۔ میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں ہرگز تمہارا قرض ادا نہیں کروں گا جب تک تم محمد کا انکار نہ کرو۔ اس بات کا اعلان نہ کرو کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے باہر آتا ہوں۔ جب تک تم محمد کا انکار نہ کرو گے میں ادا نہیں کروں گا تو حضرت خبّابؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو مرے اور پھر زندہ کیا جائے یعنی ناممکن ہے کہ میں انکار کروں۔ آگے سے اس نے بھی اس طرح کا جواب دیا کہ جب میں مرنے کے بعد زندہ کیا جاؤں گا اوراپنے مال اور اولاد کے پاس آؤں گا تو اس وقت تیرا قرض ادا کر دوں گا۔ اس نے بھی کہہ دیا میں نے تو نہیں دینا۔ حضرت خبّابؓ کہتے ہیں کہ اسی کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں کہ

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا۔ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا۔ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا۔ (مریم: 78تا81)

کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جس نے ہمارے نشانوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے یقیناً بہت سا مال اور بہت سے بیٹے دیے جائیں گے۔ کیا اس نے غیب کا حال معلوم کر لیا ہے یا خدائے رحمان سے کوئی وعدہ لے لیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا ہم اس کے اس قول کو محفوظ رکھیں گے اور اس کے عذاب کو لمبا کر دیں گے اور جس چیز پر وہ فخر کر رہا ہے اس کے ہم وارث ہو جائیں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 122 خبّاب بن الارت دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

حضرت خبّابؓ لوہار تھے اور تلواریں بنایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت الفت رکھتے تھے اور ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ان کی مالکہ کو اس کی خبر ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خبّابؓ کے پاس آتے ہیں تو وہ گرم گرم لوہا حضرت خبّاب کے سر پر رکھنے لگی۔ لوہے کا کام تھا۔ لوہے کو بھٹی میں ڈالتے تھے تو وہ گرم لوہا ان کے سر پر رکھنے لگی۔ حضرت خبّاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ خبّاب کی مدد کر۔ آپؐ نے دعا کی۔ پس نتیجہ یہ ہوا کہ ایک روایت میں ہے کہ ان کی مالکہ ام انمار جو تھی اس کے سر میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی اور وہ کتوں کی طرح آوازیں نکالتی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ تُو داغ لگوا لے۔ یعنی اپنے سر پہ گرم لوہا لگوا۔ چنانچہ حضرت خبّابؓ گرم لوہے سے اس کے

سر کو داغتے تھے۔ مجبور ہوئی تو پھر وہ حضرت خبابؓ کے ذریعے سے اپنے سر پہ گرم لوہا لگواتی تھی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد2 صفحہ 148 خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

ابولیلیٰ کندی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو کہا کہ قریب آ جاؤ کیونکہ سوائے عمّار بن یاسر کے اس مجلس کا تم سے زیادہ مستحق کوئی نہیں۔ حضرت خبابؓ اپنی پیٹھ کے وہ نشانات دکھانے لگے جو مشرکین کے تکلیف دینے سے پڑ گئے تھے۔ طبقات الکبریٰ کی یہ روایت ہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 122 خَبّاب بن ارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

ایک اور جگہ کمر کے زخم دکھانے کے بارے میں ذرا تفصیل سے اس طرح روایت آتی ہے۔ شعبی سے روایت ہے کہ حضرت خبابؓ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے حضرت خبابؓ کو اپنی نشست گاہ پر بٹھایا اور فرمایا سطح زمین پر کوئی شخص اس مجلس کا ان سے زیادہ مستحق نہیں سوائے ایک شخص کے۔ حضرت خبابؓ نے کہا اے امیر المومنین! وہ کون ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ بلال ہے۔ حضرت خبابؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین! وہ مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہے کیونکہ بلال جب مشرکوں کے ہاتھ میں تھے تو ان کا کوئی نہ کوئی مددگار تھا جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کو بچا لیا کرتا تھا مگر میرے لیے کوئی نہ تھا جو میری حفاظت کرتا۔ ایک روز میں نے خود کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور میرے لیے آگ جلائی ۔ پھر انہوں نے مجھے اس میں ڈال دیا۔ حضرت خباب کہتے ہیں کہ ایک روز میری یہ حالت تھی۔ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا۔ میرے لیے آگ جلائی اور پھر اس میں مجھے ڈال دیا۔ آگ کے کوئلوں پہ جو گرم کوئلے تھے ایک آدمی نے مجھے اس میں پھینک کے اپنا پاؤں میرے سینے پہ رکھ دیا۔ لوگوں نے مجھے اس میں پھینک دیا اور اس کے بعد ایک آدمی نے اپنا پاؤں میرے سینے پہ رکھ دیا تو میری کمر ہی تھی جس نے مجھے گرم زمین سے بچایا یا کہا کہ میری کمر ہی تھی جس نے زمین کو ٹھنڈا کیا۔ پھر انہوں نے اپنی پیٹھ پر سے کپڑا ہٹایا تو وہ برص کی طرح سفید تھی۔

(طبقات ابن سعد جلد 3 صفحہ 123 خَبّاب بن ارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

یعنی گرم کوئلوں پر لٹایا تو کوئی چیز ان کوئلوں کو ٹھنڈا کرنے والی نہیں تھی۔ جسم کی جو کھال اور چربی تھی وہی پگھل کے اس کو ٹھنڈا کر رہی تھی۔

پھر اس بارے میں ایک روایت اس طرح بھی ہے ۔شعبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت خبابؓ سے ان مصائب کے بارے میں پوچھا جو انہیں مشرکین سے پہنچے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! میری پیٹھ دیکھیں۔ جب حضرت عمرؓ نے پیٹھ دیکھی تو فرمایا میں نے ایسی پیٹھ کسی کی نہیں دیکھی۔ حضرت خبابؓ نے بتایا کہ آگ جلائی جاتی تھی اور اس پر مجھے گھسیٹا جاتا تھا اور اس آگ کو اور کوئی چیز نہ بجھاتی تھی سوائے میری کمر کی چربی کے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد2 صفحہ 148 خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خبابؓ کے بارے میں جو بیان کیا ہے وہ اس طرح ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ” یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر جن لوگوں نے سب سے زیادہ تکلیفیں اٹھائیں وہ غلام ہی تھے۔ چنانچہ خباب بن الارتؓ ایک غلام تھے جو لوہار کا کام کرتے تھے۔ وہ نہایت ابتدائی ایام میں آپ” صلی اللہ علیہ وسلم ”پر ایمان لے آئے۔ لوگ انہیں سخت تکالیف دیتے تھے حتیٰ کہ انہی کی بھٹی کے کوئلے نکال کر ان پر انہیں لٹا دیتے تھے اور اوپر سے چھاتی پر پتھر رکھ دیتے تھے تا کہ آپؓ کمر نہ ہلا سکیں۔ ان کی مزدوری کا روپیہ جن لوگوں کے ذمہ تھا وہ روپیہ ادا کرنے سے منکر ہو گئے۔ مگر باوجود ان مالی اور جانی نقصانوں کے آپؓ ایک منٹ کے لیے بھی متذبذب نہ ہوئے اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ آپؓ کی پیٹھ کے نشان آخر عمر تک قائم رہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی حکومت کے ایام میں اِنہوں نے اپنے گذشتہ مصائب کا ذکر کیا تو انہوں نے اِن سے پیٹھ دکھانے کو کہا۔ جب انہوں نے پیٹھ پر سے کپڑا اٹھایا تو تمام پیٹھ پر ایسے سفید داغ نظر آئے جیسے کہ برص کے داغ ہوتے ہیں۔“

(دنیا کا محسنؐ، انوار العلوم جلد 10 صفحہ 273)

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ” ایک دفعہ ایک ابتدائی نو مسلم غلام خبابؓ کی پیٹھ ننگی ہوئی تو ان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ ان کی پیٹھ کا چمڑہ انسانوں جیسا نہیں، جانوروں جیسا ہے۔ وہ گھبرا گئے اور ان سے دریافت کیا کہ آپؓ کو یہ کیا بیماری ہے؟ وہ ہنسے” یعنی حضرت خبابؓ ہنسے” اور کہا بیماری نہیں یہ یادگار ہے اس وقت کی جب ہم نومسلم غلاموں کو عرب کے لوگ مکہ کی گلیوں میں سخت اور کھردرے پتھروں پر گھسیٹا کرتے تھے اور متواتر یہ ظلم ہم پر روا رکھے جاتے تھے۔ اسی کے نتیجہ میں میری پیٹھ کا چمڑہ یہ شکل اختیار کر گیا ہے۔“

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 193)

ان ابتدائی مسلمانوں کو جو غریب بھی تھے اور اکثر غلام بھی تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد جن تکالیف میں سے انہیں گزرنا پڑا جس کا ذکر ابھی ہم نے حضرت خبابؓ کے حوالے سے سنا ہے کہ کبھی آگ پہ لٹا دیا جاتا، کبھی ان کو پتھروں پہ گھسیٹا جاتا۔ یہ تکلیفیں تو انہوں نے برداشت کر لیں اور جب بعد میں اسلام کی ترقی ہوئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے کس طرح نوازا اور ان کا دنیاوی مقام بھی کس طرح قائم فرمایا اس کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

حضرت عمرؓ ایک دفعہ اپنے زمانۂ خلافت میں مکہ تشریف لائے تو شہر کے بڑے بڑے رؤساء جو مشہور خاندانوں میں سے تھے ان کے ملنے کے لیے آئے۔ انہیں خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمرؓ ہمارے خاندانوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لیے اب جبکہ وہ خود بادشاہ ہیں ہمارے خاندانوں کا بھی پوری طرح اعزاز کریں گے اور ہم پھر اپنی گم گشتہ عزت کو حاصل کر سکیں گے۔ چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے آپؓ سے باتیں شروع کر دیں۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں حضرت بلالؓ آ گئے۔ تھوڑی دیر گزری تو حضرت خبابؓ آ گئے اور اس طرح یکے بعد دیگرے اول الایمان غلام آتے چلے گئے یعنی شروع میں جو ایمان لانے والے تھے وہ غلام تھے۔ وہ سارے ایک کے بعد دوسرا آتے چلے گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ان رؤساء یا ان کے آباء کے غلام رہ چکے تھے۔ یہ جو نوجوان رؤساء بیٹھے تھے یا اس وقت کے جو رؤساء بیٹھے تھے یہ سارے آنے والے جو تھے یہ ان کے آباؤ اجداد کے غلام تھے۔ اور جب وہ غلام تھے تو اس وقت اپنی طاقت کے زمانے میں وہ ان پر شدید ترین مظالم بھی کیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ہر غلام کی آمد پر اس کا استقبال کیا، جب بھی یہ لوگ حضرت خبابؓ یا حضرت بلالؓ وغیرہ آتے تھے، جب بھی یہ بہت سارے اول الایمان لوگ آئے اور جو غلام بھی تھے کسی زمانے میں۔ جب بھی وہ مجلس میں آتے تو حضرت عمرؓ بڑی اہمیت سے ان کا استقبال کرتے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ہر غلام کی آمد پر اس کا استقبال کیا اور رؤساء سے کہا کہ آپ ذرا پیچھے ہو جائیں۔ رؤساء مجلس میں آگے بیٹھے ہوتے تھے جب یہ پرانے ایمان لانے والے آتے تھے تو آپؓ ان رؤساء کو جو مکہ کے رؤساء تھے کہتے ذرا پیچھے ہٹ جاؤ ان کو آگے بیٹھنے دو حتیٰ کہ وہ نوجوان رؤساء جو آپؓ سے، حضرت عمرؓ سے ملنے آئے تھے ہٹتے ہٹتے دروازے تک پہنچ گئے۔ اس زمانے میں کوئی بڑے بڑے ہال تو ہوتے نہیں تھے، ایک چھوٹا سا کمرہ ہو گا اور چونکہ وہ سب اس میں سما نہیں سکتے تھے اس لیے پیچھے ہٹتے ہٹتے ان رؤساء کو جوتیوں میں بیٹھنا پڑا۔ جب مکہ کے وہ رؤساء جوتیوں میں جا پہنچے اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کس طرح ایک کے بعد ایک مسلمان غلام آیا اور اس کو آگے بٹھانے کے لیے ان لوگوں کو یا رؤساء کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا گیا تو ان کے دل کو سخت چوٹ لگی۔

حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے بھی اس وقت کچھ ایسے سامان پیدا کر دیے کہ یکے بعد دیگرے کئی ایسے مسلمان آ گئے جو کسی زمانے میں کفار کے غلام رہ چکے تھے۔ اگر ایک بار ہی وہ رؤساء پیچھے ہٹتے تو ان کو احساس بھی نہ ہوتا مگر چونکہ بار بار ان کو پیچھے ہٹنا پڑا اس لیے وہ اس بات کو برداشت نہ کر سکے اور اٹھ کر باہر چلے گئے۔ باہر نکل کر وہ ایک دوسرے سے شکایت کرنے لگے کہ دیکھو آج ہماری کیسی ذلت و رسوائی ہوئی ہے۔ ایک ایک غلام کے آنے پر ہم کو پیچھے ہٹایا گیا ہے یہاں تک کہ ہم جوتیوں میں جا پہنچے۔ اس پر ان میں سے ایک نوجوان بولا اس میں کس کا قصور ہے؟ عمرؓ کا ہے یا ہمارے باپ دادا کا ہے؟ اگر تم سوچو تو معلوم ہو گا کہ اس میں حضرت عمرؓ کا تو کوئی قصور نہیں۔ یہ ہمارے باپ دادا کا قصور تھا جس کی آج ہمیں سزا ملی کیونکہ خدا نے جب اپنا رسول مبعوث فرمایا تو ہمارے باپ دادا نے مخالفت کی مگر ان غلاموں نے اس کو قبول کیا اور ہر قسم کی تکالیف کو خوشی سے برداشت کیا۔ اس لیے آج اگر ہمیں مجلس میں ذلیل ہونا پڑا ہے تو اس میں عمرؓ کا کوئی قصور نہیں ہمارا اپنا قصور ہے۔ اس کی یہ بات سن کر دوسرے کہنے لگے کہ ہم نے یہ تو مان لیا کہ یہ ہمارے باپ دادا کے قصور کا نتیجہ ہے مگر کیا اس ذلت کے داغ کو دور کرنے کا کوئی ذریعہ بھی ہے یا کوئی نہیں ہے؟ اس پر سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آتی چلو حضرت عمرؓ سے ہی پوچھ لیں کہ اس کا کیا علاج ہے۔ چنانچہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا ہے اس کو آپ بھی خوب جانتے ہیں اور ہم بھی خوب جانتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے کہ معاف کرنا میں مجبور تھا کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں معزز تھے۔ شاید تمہارے غلام ہوں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں یہ لوگ معزز تھے۔ اس لیے میرا بھی فرض تھا کہ میں ان کی عزت کرتا۔ انہوں نے کہا ہم جانتے ہیں یہ ہمارے ہی قصور کا نتیجہ ہے لیکن آیا اس عار کو مٹانے کا بھی کوئی ذریعہ ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ تو اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ آج کل اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے کہ وہ لوگ جو مکہ کے رؤساء تھے انہیں مکہ میں کس قدر رسوخ حاصل تھا لیکن

حضرت عمرؓ ان کے خاندانی حالات کو بخوبی جانتے تھے۔ آپؓ مکے میں پیدا ہوئے تھے یعنی حضرت عمرؓ مکے میں پیدا ہوئے تھے اور مکہ میں بڑے ہوئے تھے اس لیے حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ ان نوجوانوں کے باپ دادا کس قدر عزت رکھتے تھے۔ آپؓ جانتے تھے کہ کوئی شخص ان کے سامنے آنکھ اٹھانے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا تھا اور آپؓ جانتے تھے کہ انہیں کس قدر رعب اور دبدبہ حاصل تھا۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو حضرت عمرؓ کے سامنے ایک ایک کر کے یہ تمام واقعات آ گئے اور آپؓ پر رقت طاری ہو گئی۔ اس وقت آپؓ غلبۂ رقت کی وجہ سے بول بھی نہ سکے صرف آپؓ نے ہاتھ اٹھایا اور شال کی طرف انگلی سے اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ شال میں یعنی شام میں بعض اسلامی جنگیں ہو رہی ہیں۔ اگر تم ان جنگوں میں شامل ہو جاؤ تو ممکن ہے اس کا کفارہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ وہاں سے اٹھے اور جلد ہی ان جنگوں میں شامل ہونے کے لیے چل پڑے۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ تاریخ بتاتی ہے کہ وہ رئیس زادے جتنے تھے ان میں سے ایک شخص بھی زندہ واپس نہیں آیا۔ سب اسی جگہ شہید ہو گئے اور اس طرح انہوں نے اپنے خاندانوں کے نام پر سے داغِ ذلت کو مٹا دیا۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 65تا67)

نتیجہ یہی ہے کہ قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ جنہوں نے شروع میں قربانیاں کیں ان کو عزت ملی۔ بعد میں اگر آئے اور اس ذلت کے داغ کو مٹانا ہے تو پھر بھی قربانیوں سے ہی مٹایا جا سکتا ہے۔

جب حضرت خَبّابؓ اور حضرت مقداد بن عمروؓ نے مدینہ ہجرت کی تو یہ دونوں حضرت کلثوم بن اِلْہِدمْ کے ہاں ٹھہرے اور حضرت کلثومؓ کی وفات تک انہی کے گھر ٹھہرے رہے۔ حضرت کلثومؓ کی وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر کی طرف نکلنے سے کچھ عرصے پہلے ہوئی تھی۔ پھر وہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ پانچ ہجری میں بنو قریظہ کو فتح کیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 123 خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد2 صفحہ57 غزوۃ رسول اللہ ﷺ الی بنی قریظہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خَبّابؓ اور حضرت خراش بن صِمَّہ کے آزاد کردہ غلام حضرت تمیمؓ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ ایک دوسرے قول کے مطابق آپؐ نے حضرت خَبّابؓ کی مؤاخات حضرت جَبْر بن عَتِیکؓ کے ساتھ قائم فرمائی۔ علامہ ابن عبدالبرّؒ کے نزدیک پہلی روایت زیادہ صحیح ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 2 صفحہ 21 خَبّاب بن الارت دار الجیل بیروت)

حضرت خَبّابؓ غزوہ بدر، احد اور خندق سمیت دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 123 خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیہ بیروت،1990ء)

ابوخالد بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خَبّابؓ آئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپؓ کے دوست آپؓ کے پاس اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ آپؓ ان سے کچھ بیان کریں یا انہیں کچھ حکم دیں۔ حضرت خَبّابؓ نے کہا میں انہیں کس بات کا حکم دوں! ایسا نہ ہو کہ میں انہیں کسی ایسی بات کا حکم دوں جو میں خود نہیں کرتا۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد2 صفحہ149 خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کا یہ معیار تھا۔

عبداللہ بن خَبّاب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی اور اس کو بہت لمبا کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ نے ایسی نماز پڑھائی ہے کہ اس جیسی پہلے کبھی نہیں پڑھائی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ رغبت اور خوف کی نماز ہے۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزیں مانگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو عطا کی ہیں اورایک کو روکے رکھا ہے۔ میں نے اللہ سے مانگا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے جو اللہ نے عطا فرما دی۔ میں نے اللہ سے یہ مانگا کہ میری امت پر کوئی دشمن ان کے اغیار میں سے مسلط نہ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دی۔ بحیثیت امت آج بھی امت قائم ہے اور اگر کوئی مسلط کرتے ہیں تو یہ خود حکومتیں اپنے اوپر مسلط کرتی ہیں۔ بحیثیت امت اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قائم ہے۔ اور پھر فرمایا اور میں نے اللہ سے مانگا کہ میری امت باہم ایک دوسرے سے نہ لڑے۔ یہ اللہ نے مجھے عطا نہیں کی۔

(سنن الترمذی ابواب الفتن باب ماجاء فی سوال النبی ﷺ ثلاثا فی امتہ حدیث نمبر 2175)

اور نتیجہ آج یہ ہے کہ فرقہ بازیاں، کفر کے فتوے یہ سب کچھ چل رہا ہے۔

طارق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت نے حضرت خَبّابؓ کی عیادت کی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے ابو عبداللہ! خوش ہو جاؤ کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس حوضِ کوثر پر جاتے ہو۔ حضرت خَبّابؓ نے کہا کہ تم نے میرے سامنے ان بھائیوں کا ذکر کیا ہے جو گزر گئے ہیں اور انہوں نے اپنے اجروں میں سے کچھ نہ پایا اور ہم ان کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ ہمیں دنیا سے وہ کچھ حاصل ہو گیا جس کے متعلق ہم ڈرتے ہیں کہ شاید یہ ہمارے گزشتہ کیے اعمال کا ثواب ہے جو دنیا ہمیں مل گئی۔ یہیں دنیا میں ثواب مل گیا ۔ حضرت خَبّابؓ بہت شدید اور طویل مرض میں مبتلا رہے۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ جلد 2 صفحہ 149 خَبّاب بن ارت دارالکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

حارِثہ بن مضرِّب سے مروی ہے کہ میں حضرت خَبّابؓ کے پاس ان کی عیادت کے لیے آیا۔ وہ سات جگہ سے علاج کی خاطر داغ دیے گئے تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ موت کی تمنا کرے تو میں اس کی تمنا کرتا یعنی اتنی تکلیف میں تھے۔ ان کا کفن لایا گیا جو قباطی کپڑے کا تھا۔ باریک کپڑا جو مصر میں تیار ہوتا تھا تو وہ رونے لگے۔ پھر انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ کو ایک چادر کا کفن دیا گیا جو ان کے پاس پاؤں پر کھینچی جاتی تو سر کی جانب سے سکڑ جاتی اور جب سر کی طرف کھینچی جاتی تو پاؤں کی طرف سے سکڑ جاتی یہاں تک کہ ان پر اذخر گھاس ڈالی گئی۔ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں دیکھا کہ میں ایک دینار کا مالک تھا نہ ایک درہم کا۔ یعنی کچھ بھی میرے پاس نہیں تھا نہ دینار تھا نہ درہم تھا۔ ایک دینار بھی نہیں تھا اور اب کیا حال ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اب میرے مکان کے کونے میں صندوق میں پورے چالیس ہزار درہم ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ ہماری طیّب چیزیں ہمیں اس زندگی میں نہ دے دی گئی ہوں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 123 خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(لغات الحدیث جلد3 صفحہ 484 علی آصف پرنٹرز لاہور 2005ء)

حضرت خَبّابؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی رضا چاہتے تھے اور ہمارا اجر اللہ کے ذمہ ہو گیا۔ ہم میں سے ایسے بھی تھے جو وفات پا گئے اور انہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہیں کھایا۔ ان میں سے حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی ہیں۔ اور ہم میں سے ایسے بھی ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ اس پھل کو چن رہے ہیں۔ حضرت مصعبؓ احد کے دن شہید ہوئے تھے اور ہمیں صرف ایک ہی چادر ملی تھی کہ جس سے ہم ان کو کفناتے۔ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کے پاؤں نکل جاتے اور اگر ان کے پاؤں ڈھانپتے تو ان کا سر نکل جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ان کا سر ڈھانپ دیں اور ان کے پاؤں پر اِذْخِر گھاس ڈال دیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا لم یجد کفنا الا ما یواری رأسہ حدیث 1276)

زید بن وَھب نے بیان کیا کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ آ رہے تھے جب وہ جنگ کے بعد صفین سے لوٹ رہے تھے یہاں تک کہ جب آپؓ کوفہ کے دروازے پر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے داہنی طرف سات قبریں ہیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یہ قبریں کیسی ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپؓ کے صفین کے لیے نکلنے کے بعد خَبّابؓ کی وفات ہو گئی۔ انہوں نے وصیت کی کہ کوفہ سے باہر دفن کیا جائے۔ وہاں لوگوں کا دستور تھا کہ اپنے مُردوں کو اپنے صحنوں میں اور اپنے گھروں کے دروازوں کے ساتھ دفن کیا کرتے تھے مگر جب انہوں نے حضرت خَبّابؓ کو دیکھا کہ انہوں نے باہر دفن کرنے کی وصیت کی تو لوگ بھی دفن کرنے لگے۔ حضرت علیؓ نے کہا اللہ خَبّاب پر رحم کرے! وہ اپنی خوشی سے اسلام لائے۔ اور انہوں نے اطاعت کرتے ہوئے ہجرت کی۔ اور ایک مجاہد کے طور پر زندگی گزاری۔ اور جسمانی طور پر وہ آزمائے گئے۔ اور جو شخص نیک کام کرے اللہ اس کا اجر ضائع نہیں کرتا یعنی ان کی جسمانی تکلیفیں بیماریاں بہت لمبی چلیں۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اور جو شخص نیک کام کرے اللہ اس کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ حضرت علیؓ ان قبروں کے نزدیک گئے اور کہاے رہنے والو جو مومن اور مسلمان ہوتم پر سلامتی ہو ۔ تم آگے جا کر ہمارے لیے سامان کرنے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے پیچھے عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! ہمیں اور انہیں بخش دے اور اپنے عفو کے ذریعہ ہم سے اور ان سے درگزر کر۔ خوشخبری ہو اس شخص کو جو آخرت کو یاد کرے اور حساب کے لیے عمل کرے اور جو اس کی ضرورت کو پوری کرنے والی چیز ہو وہ اس پر قناعت کرے اور اللہ عزوجل کو راضی رکھے۔(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد۲ صفحہ۱۴۹ خَبّاب بن الارت دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء) حضرت علیؓ نے وہاں یہ دعا کی۔

حضرت خَبّابؓ کی وفات 37 ہجری میں 73برس کی عمر میں ہوئی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 3 صفحہ 124خَبّاب بن الارت دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

(الفضل انٹر نیشنل 22مئی تا 4جون2020ء)

بقیہ از صفحہ 1 خلاصہ خطبہ جمعہ

ضرورتیں تو مختص المقام تھیں اور اب تو ضرورتیں جو پیش ہیں ان کو بس تو ہی جانتا ہے ہماری عرض قبول کر اور ہمارے امام کو نوح کی سی عمر عطا کر۔ پھر حضرت ابوعبداللہؓ کھیوہ باجوہ کے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے اور اُنہوں نے ایک دن عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت ارشاد فرمائیں۔ تو اُنہوں نے فرمایا : میں نہیں سمجھتا کہ کوئی چیز کرنے کی ہو اور آپ کر نہ چکے ہوں ۔اب تو حفظ قرآن ہی باقی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بات سن کر تقریباً 65سال کی عمر میں اُنہوں نے قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا اور باوجود اتنی عمر ہونے کے حافظ قرآن ہوگئے۔ یہ تھا کہ کسی طرح میں خلیفۃ المسیح کا حکم بجا لاؤں، اس پہ عمل کروں۔

حضور انور نےفرمایا : حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زمانے میں جب 1923ء میں شُدھی نے زور پکڑا ملکانے کے علاقے میں ، یہ حالت دیکھ کر حضرت مصلح موعودؓ کا دل بیقرار ہوا اورآپؓ نے اسی سال 9مارچ کو خطبہ جمعہ میں احمدیوں کو اپنے خرچ پر ان علاقوں میں جانے اور دعوت الیٰ اللہ کے ذریعہ ان مرتدین کو واپس لانے کا منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا۔ اس تحریک پہ جماعت نے والہانہ لبیک کہا۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ سرکاری ملازمین ،اساتذہ ،تجّار غرضیکہ ہر طبقے سے فدائی ان علاقوں میں دعوت الیٰ اللہ کرتے رہے اور اُن کی مساعی کے نتیجہ میں ہزاروں روحیں ایک بار پھر خدائے واحد کا کلمہ پڑھنے لگیں۔

فرمایا : خلافت ثالثہ کےدَور کا ایک واقعہ ضلع خانیوال کے نذیر احمد سانول نے سنایا کہ ایک مخلص احمدی مکرم مہر مختار احمد آف باگڑ سرگانہ تھے ۔ 1974ء کے حالات میں مخالفین نے آپ کا عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا ۔آپ کے پُرجوش داعی الیٰ اللہ ہونے کی وجہ سے برادری نے بھی سخت مخالفت کی اور مکمل بائیکاٹ کیا۔ اس بات سے آپ پہلے سے زیادہ اپنے ایمان میں پختہ ہو گئے اور اپنے دائرہ احباب میں وسعت پیدا کر لی۔ مخالفین نے بھی اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں اور معاندین کی کارروائیاں بڑھنی شروع ہو گئیں۔ آپ نے بچوں کے حصول تعلیم اور پاکیزہ ماحول میں پرورش دینے کے لئے اپنے زرعی رقبہ کو فروخت کر کے ربوہ کے ماحول میں رقبہ ٹھیکے پر لے کر کاشت شروع کر دی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کی اور بتایا کہ باگڑ سرگانہ سے زمین فروخت کر کے ربوہ کے قریب میں نے ٹھیکے پر زمین لے لی ہے اور فصل کاشت کر لی ہے تو حضور نے اسے پسند نہیں فرمایا کہ علاقے کو خالی نہیں چھوڑنا تھا۔ اس پر آپ نے فوراً تعمیل کی۔ مالک رقبہ سے ٹھیکے کی رقم واپس طلب کی۔ اس کے انکار پر آپ کھڑی فصل اور ٹھیکے کی رقم لئے بغیر واپس اپنے وطن باگڑ سرگانہ آ گئے اور کوشش کر کے اپنی فروخت شدہ زمین دوبارہ خریدی مہنگے داموں خریدی اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کر لی ہے۔ حضورؒ نے بھی اس پہ خوشنودی کا اظہار فرمایا اور مہر صاحب بھی اس بات پہ بڑے خوش ہوتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا:حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا دَورآتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ افریقہ میں جو عظیم الشان تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں یہ پرانے واقفین کی قربانیوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ جو حیرت انگیز تبدیلیاں آج وہاں نظر آ رہی ہیں وہ ایسی عظیم الشان ہیں کہ ان کا تصور وہاں کی جماعتیں بھی نہیں کر سکتی تھیں کتنی حیرت انگیز ملک کے اندر تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔بعض احمدی بڑے بڑے صاحب تجربہ اور اپنے ملکوں کی حکومتوں میں بااثر ،اُنہوں نے مجھے بتایا کہ خود ہمیں بھی علم نہیں تھا کہ ہماری قوم احمدیت سے محبت اور تعاون میں اتنا آگے بڑھ چکی ہے اور اتنا زیادہ وہ اس وقت تیار ہے کہ اُسے پیغام پہنچایا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں ایک صاحب اُن کا نام لینا مناسب نہیں اور ملک کا نام بھی ظاہر کرنا مناسب نہیں اُنہوں نے کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہو کیا رہا ہے۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہماری قوم کو کسی جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی ایسی خدمت کی توفیق ملے گی اور ایسے محبت کے اظہار کا موقع ملے گا۔ میرے تصور میں بھی یہ بات نہیں تھی۔ اُنہوں نے کہا کہ جو کچھ میں نے یہاں دیکھا ہے یہاں حکومت کے سربراہوں کے ساتھ تو ہوتا دیکھا ہے اور وہ بھی دُنیاوی نظر سے ہوتا ہے، اس کے سوا کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک نہیں دیکھا اور یہ بھی اُنہوں نے بتایا کہ اس میں ہماری جماعت کی کوششوں کا دخل نہیں ہے جو کچھ ہو رہا ہے غیب سے ہو رہا ہے اور حیرت انگیز طریق پر ہو رہا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سارا کچھ پیدا کردہ ہے۔

حضورانورنےفرمایا: پھر اب میرے وقت کی باتیں ہیں۔ نائیجیریا میں 2004ءمیں میں نے دَورہ کیا ،دو دن کا دَورہ تھا ،پہلے پروگرام نہیں تھا ،اتفاق سے اور مجبوری سے بن گیا کیونکہ فلائٹ وہاں سے ملتی تھی لیکن وہاں جا کے یہ احساس ہوا کہ یہاں آنا بڑا ضروری تھا، نہ آتے تو بڑا غلط ہوتا۔ کچھ عرصہ پہلے نائیجیریا جماعت کا جلسہ ہو چکا تھا اور لوگ بڑی تعداد میں اس جلسہ میں وہاں شامل بھی ہو چکے تھے۔ یہ خیال نہیں تھا کہ میرے جانے پر وہاں دُور دُور سے لوگ آ سکیں گے لیکن صرف دو گھنٹے کے لئے مجھے ملنے کے لئے وہاں لوگ آئے اور تقریباً تیس ہزار کے قریب مرد و زن جمع ہو گئے اور اُن کے جو اخلاص و وفا کے نظارے تھے جو ہم نے دیکھے وہ بھی قابل دید تھے۔فرمایا: خلافت سے اخلاص کا تعلق اور جو محبت ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ اُن لوگوں نے جنہوں نے کبھی خلیفۂ وقت کو دیکھا بھی نہیں براہ راست جب دیکھا تو ایسا اظہار کیا کہ حیرت ہوتی تھی۔ واپسی کے وقت دُعا میں بعض خواتین اور لوگ اتنے جذباتی تھے اور اس طرح تڑپ رہے تھے کہ حیرت ہوتی تھی اور یہ محبت صرف خدا تعالیٰ ہی پیدا کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی خاطر ہی ہوسکتی ہے۔

گھانا کا 2008ء کا دورہ تھا۔ وہاں جماعت نے ایک زمین خریدی ہے بڑا وسیع رقبہ ہے تقریباً پانچ سو ایکڑ کے قریب وہاں جلسہ تھا اور اکثر احباب و خواتین میرے جانے سے پہلے پہنچ چکے تھے اور اس نئی جگہ پہ پہلے ایک پولٹری فارم ہوتا تھا اس کے شیڈ تھے اس کو بدل کر وہاں کی جماعت نے جلسے کے لئے کچھ رہائش بھی بنا دی تھی کھڑکیاں دروازے لگا کر بیرک جیسی بن گئی تھیں لیکن اس کے باوجود جگہ کی تنگی تھی لیکن اس کے جگہ کی تنگی کی کسی نے بھی شکایت نہیں کی کوئی شکوہ نہیں کیا۔ جو وہاں لوگ آئے ہوئے تھے بہت سارے لوگ شامل ہوئے جلسہ میں ان میں بہت لوگ ایسے تھے جو بڑے اچھے کھاتے پیتے لوگ تھے کاروباری لوگ تھے سکولوں کے پڑھانے والے تھے دوسرے کام کرنے والے تھے۔ اگر ان کو رہائش نہیں ملی تو باہر صف بچھا کر آرام سے سو گئے۔ ایک تو ویسے ہی اس گھانین قوم میں صبر ہے لیکن ان دنوں میں تو خاص طور پر اُنہوں نے بہت صبر دکھایا۔ کسی نے ایک دو ایسے لوگوں سے پوچھا جو اس طرح باہر پڑے ہوئے تھے کہ تمہیں بڑی تکلیف ہوئی ہو گی تو اُنہوں نے کہا ہم تو جلسہ سننے آئے ہیں اور خلیفۂ وقت کی موجودگی میں جلسہ ہو رہا ہے۔ دو دن کی عارضی تکلیف سے کیا فرق پڑتا ہے ہم خوش ہیں کہ اس جلسہ میں شمولیت کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق عطا فرمائی۔برکینا فاسو سے بھی لوگ وہاں آئے ہوئے تھے، دوسرے ہمسایہ ممالک سے آئے ہوئے تھے مجھے پتا لگا کہ برکینا فاسو سے جو قافلہ آیا ہوا ہے بہت بڑا تھا ان میں لوگوں کو کھانا نہیں ملا بعضوں کو تین ہزار کے قریب ان کی تعداد تھی سب سے بڑی تعداد انہی کی تھی جو وہاں گئی تھی۔ تین سو خدام سائیکلوں پر بھی وہاں آئے تھے سولہ سو کلو میٹر کا سفر کر کے۔ بہرحال وہاں کے ایک مبلغ کو میں نے کہا ان کو کھانا نہیں ملا ان سے معذرت کر دیں اور آئندہ اُن کا خیال بھی رکھنا ہے آپ لوگوں نے۔ جب اُنہوں نے اُن کو معذرت کا پیغام پہنچایا تو اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم جس مقصد کے لئے آئے تھے وہ ہم نے حاصل کر لیا۔ کھانے کا کیا ہے وہ تو روز کھاتے ہیں ۔ اب یہ غریب لوگ روز بھی بیچارے کیا کھاتے ہوں گے۔ جو کھانا اُنہوں نے کہا ہم اس وقت کھا رہے ہیں روحانی فائدہ اُٹھا رہے ہیں وہ روز روز کہاں ملتا ہے۔ برکینا فاسو کی جماعت اتنی پرانی نہیں ہے، میرا خیال ہے جب میں دَورے پر گیا ہوں اُس وقت دس پندرہ سال پرانی تھی اب تیس سال پرانی ہو گئی ہو گی لیکن اخلاص و وفا اور محبت میں ترقی کرتے چلے جا رہے ہیں یہ لوگ۔ غربت کا یہ حال ہے کہ بعض لوگ ایک جوڑا جو کپڑے پہن کے آئے تھے وہی کپڑے ان کے پاس تھے اسی میں تین چار دن یا پانچ دن یا ہفتہ گزارا اور پھر سفر بھی کیا۔ پیسے جوڑ جوڑ کے جلسے پر پہنچے تھے کہ خلافت جوبلی کا جلسہ ہے اور خلیفہ وقت کی موجودگی میں ہو رہا ہے اس لئے ہم نے اس میں ضرور شامل ہونا ہے۔ پس ایسی محبت خدا تعالیٰ کے علاوہ اور کون پیدا کر سکتا ہے جو خدام سائیکلوں پر سوار ہو کر آئے تھے ان کے اخلاص کا اندازہ بھی اس بات سے ہوتا ہے کہ مختلف جگہوں پر پڑاؤ کرتے ہوئے سات دن مسلسل سفر کرتے رہے اور یہاں پہنچے۔ ان سائیکل سواروں میں پچاس ساٹھ سال کی عمر کے لوگ بھی تھے بعض اور تیرہ چودہ سال کے دو بچے بھی شامل تھے۔ وہاں کے صدر صاحب نے جو خدام الاحمدیہ تھے ان سے کسی نے کے پوچھنے پر کہ کس طرح ہوا بڑی مشکل ہوئی ہو گی تو انہوں نے جواب دیا کہ ابتدائی مسلمانوں نے اسلام کی خاطر بیشمار قربانیاں دیں ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمارے خدام بھی ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہوں اور ہماری خواہش تھی کہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں کوئی ایسا پروگرام کیا جائے جس سے خلافت کے ساتھ ہمارے اخلاص اور وفا کا اظہار ہو اور ہم خلیفہ وقت کو بتائیں کہ ہم قربانی کے لئے تیار ہیں اور ہر چیلنج کے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ٹی وی کے نمائندے نے وہاں ان سے پوچھا جب یہ سائیکل سوار سفر شروع کرنے لگے تھے کہ سائیکل تو آپ لوگوں کے بہت خستہ حالت میں ہیں یہاں کے یورپ کے سائیکلوں کی طرح تو نہیں۔ ٹوٹے ہوئے سائیکل ہیں اور عام سائیکل ہیں تو جماعتی نمائندے نے ان کو کہا کہ اگرچہ سائیکل خستہ ہیں لیکن ایمان اور عزم ہمارا بہت بڑا ہے ہم خلافت کے انعام کے شکرانے کے طور پر یہ سفر اختیار کر رہے ہیں اور جب نیشنل ٹی وی نے یہ خبر نشر کی تو اس کا آغاز بھی اس ٹی وی نے خبر کا اس طرح کیا جو سرخی پڑھی گئی وہ اس طرح تھی کہ اللہ کی خاطر خلافت جوبلی کے لئے واگا سے اکرا کا سفر۔ واگا برکینا فاسو کا دارالحکومت ہے اور اکرا گھانا کا درالحکومت ہے اور لکھا کہ اگرچہ سائیکل خستہ ہیں لیکن ایمان بہت ہی مضبوط ہے۔ یہ اخبار نے جو خبر دی سرخی جمائی۔ یہ احمدی کوئی پیدائشی احمدی نہیں ہیں کوئی صحابہ کی اولاد میں نہیں ہیں بلکہ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے بعض ایسے علاقوں کے رہنے والے ہیں جہاں کچی سڑکیں ہیں اور بعض جگہ سڑکیں بھی نہیں ہیں لیکن ان لوگوں نے چند سال پہلے احمدیت قبول کر کے جہاں ایسی جگہوں پر رہنے والے لوگ جہاں پانی بجلی کی سہولتیں بھی نہیں تھیں چند سال پہلے احمدیت قبول کر کے پھر اخلاص و وفا کے ایسے نمونے دکھائے کہ حیرت ہوتی ہے۔ بعض جگہ ان کو غربت و افلاس نے بالکل بے حال کیا ہوا ہے لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلام صادق کی جماعت میں شامل ہو کر وہ اخلاص ان میں پیدا ہو گیا ہے کہ جہاں دین کا سوال پیدا ہوا یا جب بھی سوال پیدا ہو وہاں ان کے عزم چٹانوں کی طرح مضبوط ہیں اور ہر قربانی کے لئے تیار ہیں اور محبت سے لبریز ہیں۔ پس ہمیشہ ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و وفا کو بھی بڑھائے اور ہم سب کے اخلاص و وفا کو بڑھاتا چلا جائے۔

اسی طرح حضور انور نے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے احباب جماعت کے خلافت احمدیہ سے اطاعت و محبت اور اخلاص و وفا کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔فرمایا: بہرحال یہ چند مثالیں میں نے دی ہیں جو اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ دِلوں میں اخلاص و وفا کا تعلق اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور کوئی دُنیاوی طاقت اسے چھین نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو پورا ہوتے تم دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھنے کی ہم میں سے اکثریت کو توفیق ملے۔

حضور انور نے آخر پرایم ٹی اے کے بارے میں ایک اعلان کرتے ہوئے فرمایا: 27 مئی یومِ خلافت والے دن سے ایک نئی ترتیب کے ساتھ یہ چینل شروع کئے گئے ۔ حضور انور نےایم ٹی اے 1 سے لے کر ایم۔ٹی۔اے 8 تک کے چینلز کی دنیا کے مختلف براعظموں کے لحاظ سے ترتیب اوران میں مختلف زبانوں میں نشر ہونے والے پروگرامز کی تفصیلات بیان فرمائیں۔فرمایا:بہرحال یہ جو نظام یہ بنایا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے اور ایم ٹی اے کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کا حقیقی پیغام دُنیا کو پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

جاوید اقبال ناصر ۔ جرمنی

خلافتِ احمدیہ امن و آشتی کی آئینہ دار

(غیر مسلموں کے تاثرات و مشاہدات کے آئینہ میں)

خداتعالیٰ نے سچی خلافت کے ساتھ خوف کو امن و آشتی میں تبدیل کرنے کو لازم قرار دیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے۔ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا یعنی نظامِ خلافت کے ذریعہ ہر قسم کا خوف و ڈر نہ صرف جاتا رہےگابلکہ اِس کی جگہ پیارو محبت کی ہوا چلے گی۔امن و آشتی کا راج ہو گا۔خلافت کے سایہ کے نیچے آنے والے مطیع اِس طرح زندگی گزاریں گے کہ جس کو دیکھنے والے کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اگر کسی نے امن دیکھنا ہو تو وہاں جا کر دیکھو۔ اگر پیار و محبت کرنے والوں کے گروہ کادیدار کرنا مقصود ہو تو وہاں جا کرکرو۔ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا عملی نظارہ کرنا ہو تو وہاں جاکر کرو۔

ایسے بے شمار لوگ ہیں جنہوں نے برملااظہار کیا اور آج بھی کرتے ہیں کہ محبت بانٹی جاسکتی ہےتواس نظام کے ذریعہ۔لوگوں کے خوف کو امن میں تبدیل کیا جا سکتاہےتواس خدائی نظام کے تابع ہے۔اِن مدبّرانہ اور حکیمانہ سوچ رکھنے والوں کے خیالات کی لسٹ طویل ہے لیکن چند ایک کا یہاں پر ذکرکرنا مقصودہے جنہوں نے جماعت کے پروگراموں اور جلسوں میں شامل ہوکراعلانیہ ان باتوں کا اظہار کیاہے کہ خلافتِ احمدیہ امن و آشتی کی ضامن اور آئینہ دارہے۔ ان کے تاثرات و مشاہدات کا ذکر حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں بھی اکثر بیان کرتے ہیں ۔

چنانچہ 5 ستمبر 2014ء کے خطبہ جمعہ میں غیر ازجماعت مہمانوں کے تاثرات جو اُنہوں نےخلافتِ احمدیہ کی امن و آشتی کی کاوشوں کے سلسلہ میں کہے اور آپ نےبیان فرمائے پیش کئے جاتے ہیں۔

کوسٹا ریکا سے ایک خاتون کے تاثرات

کوسٹا ریکا سے ایک خاتون ڈیانا نعیمہ (Diana Naima) صاحبہ کہتی ہیں۔ جلسے میں شمولیت ایک انوکھا تجربہ تھا۔ دُنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مختلف اقوام و نسل کے لوگوں کے باہمی پیار و محبت نے میرے دل پر گہرا اثر کیا ہے۔ اس فضا نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کا زمانہ یاد کروا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت احمدیہ ترقی کرے گی اور اس کے ذریعے اسلام کا محبت بھرا پیغام بھی پھیلتا چلا جائے گا۔

کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی کا بیان

کانگو کنشاسا سے سپیکر صوبائی اسمبلی باندونڈو بونیفا این تواَبوشیوا (Boniface Ntwa Boshie Wa) پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ یہ کہتے ہیں یہاں ہر کوئی ایسے مل رہا ہے جیسے برسوں سے ایک دوسرے کو جانتا ہو۔ ہر کوئی سلام کر رہا ہے۔ یہی حقیقی محبت ہے۔ یہی حقیقی مذہب اور دین ہے۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے صوبائی سطح پر ایک پروگرام منعقد کرنا تھا جس میں پہلے دن ہی بدانتظامی کی وجہ سے 26 افراد کی موت ہو گئی۔ چنانچہ پروگرام کینسل کرنا پڑا۔ لیکن میں حیران ہوں کہ جلسے میں ہزاروں افراد کے مجمع میں کوئی چھوٹی سی بد نظمی نہیں ہوئی۔ کئی دھکم پیل اور فسادنہیں ہوا۔ کسی کی موت ہونا تو دُور کی بات ہے کسی نے اُونچی آواز سے بات تک نہیں کی۔ چھوٹے بچوں کو ڈیوٹی دیتا دیکھ کر بڑے جذباتی تھے۔ کہتے ہیں یہ ننھے بچے پانی یا کوئی اور کھانے کی چیز اس پیار اور محبت سے پیش کرتے ہیں کہ ضرورت نہ ہونے کے باوجود ان بچوں کو انکار کرنے کا دل نہیں کرتا۔

بینن کے وزیر داخلہ کے مشاہدات

بینن کے وزیر داخلہ فرانسس ہوسو (Francis Houessou) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔میں نے دُنیا دیکھی ہے۔ امریکہ جیسے سپر پاور کے انتظامات بھی دیکھے ہیں مگر بڑی بڑی طاقتوں کو بھی اس طرح کے منظم اور پُر امن انتظام کرتے نہیں دیکھا۔ یہاں تو بالکل چھوٹی عمر کے بچے بھی رضاکارانہ ڈیوٹیاں دیتے ہیں اور جو ہدایات اُنہیں ملتی ہیں بڑے شوق سے اُن کی پابندی کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں جماعت کی عالمی طاقت کا راز یہی ہے کہ جماعت کو ایک خلیفہ ملا ہوا ہے۔ میں برملا اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے۔ آج زمین پر صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو بھائی چارے کی تعلیم دیتی ہے، صبر کی تلقین کرتی ہے اور امن کے قیام کی علمبردار ہے۔

یونان سے آنے والے ایک مہمان کے جذبات

یونان سے آنے والوں مہمانوں میں انٹی گونی (Antigoni) اور پانَاگی یُوتِس (Panagiotis)، بہرحال جو بھی ان کا نام ہے شامل تھے۔ اس میں پانَاگی یُوتِس (Panagiotis) صاحب کو جماعتی لٹریچر کا گریک ترجمہ کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ جلسے سے واپس جا کر اُنہوں نے ایک ای میل بھجوائی جس میں وہ کہتے ہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں اس قدر پُر امن مجمع کو جو ایک دوسرے کو پیار اور محبت دینے کے لئے اور دعائیں کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، دیکھنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

نائیجیریا سے آنے والے وفد میں ایک ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر یوں کہتے ہیں

نائیجیریا سے آنے والے وفد میں ایک ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر اسحاق صاحب تھے۔کہتے ہیں جلسہ سالانہ کے تمام انتظامات انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے تھے۔جلسہ سالانہ کے اجلاسات میں جب خلیفۃ المسیح موجود ہوتے تھے تو یہ نظارہ بہت روح پرور اور جذباتی ہوتا یہاں تک کہ میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا اور میری آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے کہ کس طرح ہزاروں کی تعداد میں لوگ اپنے امام کے سامنے سر تسلیم خم کئے بیٹھے ہیں۔ ایسا نظارہ میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ جو پیار و محبت احباب جماعت نے اس جلسے کے دوران اور بعد میں دیا وہ میں واپس جا کر بتاؤں گا کہ تمام امّتِ مُسلِمہ کو اسی بہترین نمونے کو اپنانا چاہئے۔

بیلجیم کے ایک شہر کسترلی (Kasterlee) کے میئر جو فلیمش پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں وہ کہتے ہیں۔

بیلجیم کے ایک شہر کسترلی (Kasterlee) کے میئر جو فلیمش پارلیمنٹ کے ممبر بھی ہیں، وہ آئے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں لوگوں کے آپس میں پیار اور محبت نے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں نے جماعت کے لوگوں کو صرف لوکل سطح پر دیکھا تھا لیکن جلسہ میں شامل ہو کر عالمی سطح پر بھی جماعت کے لوگوں کو دیکھا ہے اور مشاہدہ کیا ہے کہ جماعت جو کہتی ہے اس پر عمل بھی کرتی ہے۔ میں یہاں سے اپنے ساتھ پیار اور محبت لے کر واپس جا رہا ہوں۔ آپ لوگوں نے مجھے حقیقی اسلام کی تعلیم بتائی ہے۔ میں ہیومینٹی فرسٹ اور انجینیرز ایسوسی ایشن کے سٹالوں پر بھی گیا ہوں۔ وہاں جا کر مجھے پتا چلا کہ جماعت انسانیت کی کس قدر خدمت کر رہی ہے۔

بیلجیم کے شہر ٹرن ہاؤٹ کے وائس میئر کی اہلیہ اپنے جذبات یوں بیان کرتی ہیں۔

بیلجیم کے شہر ٹرن ہاؤٹ کے وائس میئر کی اہلیہ کہتی ہیں۔ میں عورتوں کے جلسے میں بھی گئی۔ وہاں مجھے جو پیار اور محبت ملا اس کی مثال میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔ جب خلیفۃ المسیح عورتوں کے جلسہ گاہ میں آئے تو ایک عجیب ماحول تھا۔ اتنی کثیر تعداد میں عورتیں وہاں موجود تھیں لیکن ہر طرف خاموشی تھی۔ پھر جب خلیفۃ المسیح نے خطاب فرمایا تو ہزاروں کی تعداد میں موجود عورتوں نے مکمل خاموشی کے ساتھ خطاب سنا۔ عورتوں کے بارے میں اسلامی تعلیم کے حوالے سے جو سوالات میرے ذہن میں تھے خلیفۃ المسیح کے خطاب سے ان سوالوں کے جوابات مل گئے۔ پھر کہتی ہیں کہ میں شروع میں جب عورتوں کے جلسہ گاہ میں گئی تھی تو میرے دل میں ایک خوف سا تھا لیکن جب خلیفۃ المسیح کا خطاب سننا شروع کیا تو میرا سارا خوف دُور ہو گیا۔

فرنچ گیانا کے ایک عیسائی کا بیان

فرنچ گیانا سے بھی احمدی اور غیر احمدی مہمان جلسے میں آئے تھے۔ ان مہمانوں میں ایک غیر احمدی مہمان مسٹر تھیری ایٹی کوٹ (Mr. Thierry Atticot) تھے جو کہ تاریخ کے پروفیسر ہیں اور عقیدے کے لحاظ سے عیسائی ہیں۔ کہتے ہیں جب مجھے جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت ملی تو مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ مجھے یہ لوگ کیوں دعوت دے رہے ہیں۔ بعض ویڈیوز بھی مجھے دکھائی گئیں۔ سمجھایا بھی گیا لیکن پھر بھی جلسے کی اہمیت کا اندازہ نہیں تھا۔ لیکن اب خود جلسے پر آ کر مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ اس جلسے کی جماعت میں کیا حیثیت ہے بلکہ پوری دُنیا کے لئے یہ جلسہ کتنا اہم ہے۔ دُنیا کو ایسے جلسوں کی ضرورت ہے جس میں ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ نعرہ ہو۔

ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگوکے منسٹر آف لیگل افیئرز کے خیالات

ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو کے منسٹر آف لیگل افیئرز مسٹر پرکاش رامادار (Mr. Prakash Ramadhar) بھی شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ کمیونٹی کے ممبرز کا خلیفۃ المسیح کے لئے جو پیار تھا انسان اس کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جماعت کسی انسان کی بنائی ہوئی جماعت نہیں ہے بلکہ اس جماعت کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ کہتے ہیں میں جلسے میں شامل ہو کر اندر سے ہل گیا ہوں۔ میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمانداری، انکساری اور اخلاص کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26 ستمبر تا2۔اکتوبر2014ء)

حضورِاقدس نے اکتوبراور نومبر2018ءمیں امریکہ اور گوئٹےمالا کابابرکت دورہ کیا۔واپس تشریف لا کر 16نومبر 2018ء کےخطبہ جمعہ میں آپ نے غیر ازجماعت مہمانوں کے تاثرات بیان فرمائے جن میں غیر از جماعت مہمانوں سے برملا اظہارکیاکہ خلافتِ احمدیہ ہی صحیح طور پر امن کی ضامن ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

ایک پروگرام میں ایک جج ہیری شوارٹز(Harry Schwartz) شامل ہوئےوہ اپنے خیالات یوں بیان کرتے ہیں۔

جج ہیری شوارٹز(Harry Schwartz) صاحب کہتے ہیں کہ میں اس جماعت سے 25 سال سے واقف ہوں اوریہاں کے صدر صاحب سے کئی مرتبہ ذِکر پر مختلف مسائل پر بات ہوئی ہے۔ پھر میرے ایڈریس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ یہ پیغام جو ہے محبت اور ہم آہنگی اور مل بیٹھنے کا پیغام ہے۔ اگر یہ سمجھ لیا جائے تو میرے خیال میں ہم سب بہتر حالات میں ہوں۔

ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر ریسپشن میں لوکل کونسلر کی شمولیت اور اس کے تاثرات

ایک لوکل کونسلر مسجد کے افتتاح پہ ریسپشن میں شامل ہوئے وہ کہتے ہیں کہ آپ کا امن کا پیغام بہت ہی ضروری تھا۔ خاص کر موجودہ حالات کے تناظر میں یہ پیغام اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ میرے لئے یہاں آنا بہت اعزاز کی بات ہے۔ میں نے اس مسجد کو اپنے سامنے تعمیر ہوتے دیکھا ہے۔یہاں اس مسجد کا قیام اس علاقے کے لئے بہت ہی برکت کا باعث ہے۔ جو پیغام آپ نے دیا ہے کہ آپ لوگ ہمسایوں کی ضرورت میں ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے میرے خیال میں صرف یہاں فلاڈلفیا میں ہی نہیں تمام امریکہ میں اس پیغام کی ضرورت ہے۔

پریسبیٹیرین چرچ(Presbyterian Church) کی

منسٹر کے مشاہدات مشعل(Michelle) ہیں پریسبیٹیرین چرچ (Presbyterian Church) میں منسٹر ہیں کہتی ہیں کہ

بڑا اچھا پیغام تھا۔ آپ نے باہمی اتحاد یگانگت پر زور دیا۔ خوف ختم کر کے محبت قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ پیغام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مسجد کے قیام کے جو مقاصد آپ نے بیان کئے یہ بہت اچھے ہیں۔ پھر ہمسایوں سے حسن سلوک کی تعلیم کا بھی ذکر کیا۔ میرے لئے یہ نئی چیزیں ہیں۔ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ عیسائیت میں جو پیار محبت کی تعلیم دی گئی ہے یہ تو وہی باتیں ہیں جبکہ میڈیا اسلام کے بارے میں ایک الگ چیز پیش کرتا ہے۔‘‘

کوری سٹورٹ (Corey Stewart) کہتے ہیں۔

کوری سٹورٹ (Corey Stewart)جو کہ یو ایس ریپبلکن کے سینیٹ (Senate)کے اُمیدوار ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو میں نے خطاب سنا یہ دلکش اور حکمت سے پُر تھا۔ امریکہ کو اور ساری دُنیا کو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا پیغام غور سے سننا چاہئے اور اس پر عمل کرنا چاہئے خاص طور پر جب دنیا کے حالات اچھے نہیں ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ مذہبی آزادی کا پرچار کریں۔

مائٹ واٹرز(Matt Waters) جو ورجینیا کے سینیٹ کینڈیڈیٹ(Senate Candidate) ہیں بیان کرتے ہیں۔

ایک مہمان مائٹ واٹرز(Matt Waters) جو ورجینیا کے سینیٹ کینڈیڈیٹ(Senate Candidate) ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ میں نے خطاب سنا۔ اب میں مزید پڑھوں گا اور انٹرنیٹ سے معلومات لوں گا اور مزید اسلام سیکھنے کے لئے آپ کی مسجد میں آنا چاہوں گا،یہ پیغام موجودہ حالات کے عین مطابق تھا۔ بہت ضروری تھا۔ ہم نے امن کا پیغام سنا میں بہت ہی متاثر تھا اور حیران تھا۔

ڈاکٹر کمبرلے (Kimberly)جو کریمینالوجسٹ (Criminologist) ہیں اور مصنفہ بھی ہیں کہتی ہیں۔

ایک خاتون ڈاکٹر کمبرلے (Kimberly)جو کریمینالوجسٹ (Criminologist)ہیں اور مصنفہ بھی ہیں اور انہوں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ کہتی ہیں کہ آج کے خطاب میں امن اور انصاف کے حوالے سے بہت گہرے پیغامات سننے کو ملے اور رنگ و نسل میں امتیاز کے بغیر ہر ایک کو اس پیغام کے مطابق اتّحاد کی فضا قائم کرنی ہو گی۔ آج کے خطاب میں آپ نے اسلام کی حقیقی شکل سامنے لا کر رکھی اور اس کا خلاصہ امن و انصاف اور مساوات کا ماحول پیدا کرنا ہے۔ پھر موصوفہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے جذباتی بھی ہو گئی تھیں اور آنسوؤں میں لبریز کہہ رہی تھیں کہ آجکل جو لوگ ظلم و بربریت کے مظاہرے دکھا رہے ہیں اور مذہب کے نام پر ہماری کمیونیٹیز اور ملک میں فسادات پھیلا رہے ہیں ان کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں اور یہ جاننا ہر انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔

رابرٹ کینو (Robert Cano)صاحب جو پیراگوئے میں وائس منسٹر آف ایجوکیشن ہیں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں۔

رابرٹ کینو (Robert Cano)صاحب جو پیراگوئے میں وائس منسٹر آف ایجوکیشن ہیں انہوں نے اس موقع پہ افتتاح میں شامل ہو کر کہا کہ بڑا اچھا ایونٹ تھا۔ میں کافی حیران ہوں ایک ایسی جماعت ہے کہ اس کے افراد نے باہم مل کر اس کو تکمیل تک پہنچایا ہے اور ضرورت مندوں کی مدد کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اور انسانوں سے عملی طور پر پیار کا اظہار ہے یہ اور پھر کہتے ہیں کہ انسانیت یہی پیار کا راستہ اپنائے گی تو پھر دنیا میں امن قائم ہو گا اور اسلامی مذہب اور کلچر کو بہت قریب سے جاننے کا میرے لئے اچھا تجربہ تھا۔ جماعت احمدیہ کے بارے میں بہت سے میرے سوال تھے جن کے جوابات مجھے یہاں آ کر مل گئے۔

(الفضل انٹر نیشنل 7 تا 13 دسمبر2018ء)

حضورِپُرنور نے 2018 کے جرمنی اوربیلجیم کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی ۔ بہت سے غیر از جماعت مہمانوں کے تاثرات آپ نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ21 ستمبر2018 میں بیان فرمائے ۔ جن میں مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ محبت و پیار کا سرچشمہ خلافتِ احمدیہ ہے۔ چند ایک درج ذیل ہیں۔

کوسووو سے ایک وکیل صاحب اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کوسووو سے ایک وکیل صاحب اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ جلسہ کے نظام کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہر کوئی خلافت کی اطاعت میں سرگرداں اپنا کام کر رہا ہے۔ یہ تمام اطاعت اس وجود کی محبت تھی جو خلیفہ وقت کی شکل میں جماعت احمدیہ کو نصیب ہے اور مجھے کہتے ہیں خلیفہ وقت سے ملاقات کا موقع ملا۔ جماعت کا ہر فرد ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔

جارجیا کی مسجد کے امام صاحب بیان کرتے ہیں۔

غیر احمدی مسجد کے امام جمبول(Jambul) صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جارجیا کی مسجد کا امام ہوں اور میں احمدیہ جماعت کی دعوت پر جرمنی آیا ہوں ۔ میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں جو میں پہلے نہیں جانتا تھا اور پھر میرے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا ایک جملہ مجھے یاد رہے گا کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم انسانیت کی مدد کریں ۔ اسلام کا مذہب صرف اور صرف امن کا مذہب ہے۔یہاں آ کر ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم ہوئی۔

سینیگال کے شہر امبور کے میئر کہتے ہیں۔

سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر بھی آئے تھے جو کہ سینیگال کے بڑے فرقہ ’مرید‘ کے خلیفہ کے نمائندے کی حیثیت سے جلسہ میں شامل ہوئے تھے وہاں اُنہوں نے سٹیج پہ مجھےایک تحفہ بھی دیا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیفہ کی بھی بیعت کی ہے لیکن یہاں پر بیعت کا جو نظارہ دیکھا ہے وہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جب یہ بات بیان کر رہے تھے تو بڑے جذباتی ہوگئے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو آنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہمارا بھی ایک خلیفہ ہے مگر خلافت سے اتنی محبت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ایسا نظارہ نہ کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ کبھی ایسے خلافت کی محبت دیکھی ہے۔ آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ کس طرح صحابہؓ جان فدا کرتے تھے۔ جو میں نے لوگوں کے دلوں کا جذبہ دیکھا ہے جو محبت دیکھی ہے مجھے یوں لگا کہ ایک ہی اشارہ اگر خلیفہ کریں تو کوئی ایسا بندہ نہیں ہو گا جو کام سے پیچھے ہٹے۔ اتنی محبت اور اطاعت میں نے دیکھی ہے۔

(الفضل انٹر نیشنل5 تا11اکتوبر2018ء)

حضورِاقدس نے 2016میں کینیڈا کا کامیاب دورہ فرمایا۔ 18نومبر 2016ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے غیر ازجماعت مہمانوں کے تاثرات بیان فرمائے ۔جن میں غیر از جماعت مہمانوں نے خلافتِ احمدیہ کے ذریعہ دُنیا میں جو امن کی کاوشیں ہو رہی ہیں اُن کا اپنے اپنے انداز میں ذکر کیا ۔ چند ایک پیش ہیں۔

پارلیمنٹ کے ایک ممبر ماجد جواہری یوں اپنے خیالات بیان کرتے ہیں۔

پارلیمنٹ کے ایک ممبر ماجد جواہری ہیں۔ غالباً کسی عرب ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے آج پیغام میں سنا کہ دنیا میں قیام امن کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور اس کو ہم نے مل جل کر حل کرنا ہے اور بھی بہت سے چیلنج ہیں جیسے معاشی بحران، دہشتگردی۔ ان سب کے لئے ہمیں سخت محنت اور مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اور یو (Nicola Di Iorio) نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اور یو (Nicola Di Iorio) نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم برداشت جیسی ایک صفت کو ہی اختیار کر لیں تو ہم ایک بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ امام جماعت احمدیہ یہاں آئیں گے اور رسمی قسم کی باتیں کر کے چند الفاظ شکر گزاری کے ادا کر کے بیٹھ جائیں گے۔ لیکن جو خطاب ہوا تو کہتے ہیں کہ شاید ہی میں نے اس سے بہتر کوئی ایڈریس سنا ہو۔ انہوں نے تمام مسائل پر روشنی ڈالی جن کا تمام دنیا کو سامنا ہے۔ جیسے آب و ہوا میں تبدیلی، اقتصادی مسائل، خانہ جنگی۔ بنیادی وجہ ناانصافی بھی بیان کیا۔ دور حاضر کے مسائل کے حل بھی بیان کئے اور یہ بھی کہا کہ مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بھی کہا کہ اسلحے کی خرید و فروخت نہیں ہونی چاہئے جو مغربی ممالک کرتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھے اس پروگرام میں شامل ہو کر بیحد خوشی ہوئی کہ کسی امن پہ بات کرنے والے کو سنا۔ کہتے ہیں یہ جس طرح تمام دُنیا کو اسلام سے متعارف کرا رہے ہیں یہی اصل طریقہ ہے۔‘‘

presbyterian church کے پادری پیس سمپوزیم سن کے کہتے ہیں۔

presbyterian church کے پادری پیس سمپوزیم سن کے کہتے ہیں کہ آج امام جماعت کے خطاب سے مجھے بڑا اثر ہوا کیونکہ یہ پیغام امن، محبت اور امید کا پیغام تھا جس کا رنگ ونسل، شرق و غرب یا کسی خاص وقت یا جگہ سے تعلق نہیں بلکہ تمام دُنیا کے لئے تھا۔ اس خطاب کی اہمیت یہ بھی ہے کہ دُنیا میں بہت سی غلط فہمیاں اور خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے۔ لیکن آج کے پیغام میں یہ بات واضح تھی کہ ہمارے درمیان مشترک چیزیں زیادہ ہیں اور اختلاف کی باتیں کم۔یہ ایک بہت بڑی خوشخبری ہے جسے لوگوں کو سننے کی ضرورت ہے۔

محمد الحلاواجی (Muhammad al halawaji) صاحب جو پارلیمنٹ میں تھے اور نائل ایسوسی ایشن کے صدر ہیں کہتے ہیں۔

محمد الحلاواجی (Muhammad al halawaji) صاحب جو پارلیمنٹ میں تھے اور نائل ایسوسی ایشن کے صدر ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ آج کا پیغام نہایت واضح تھا کہ ہم سب کو محبت کے ساتھ رہنا چاہئے اور ہمیں کسی سے نفرت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ہم ایک دوسرے سے نفرت کرتے رہیں گے تو امن قائم نہیں ہو سکتا۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے پارلیمنٹ میں امام جماعت کا خطاب سنا تو مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ پارلیمنٹ میں اس طریق پر کوئی مسلمان رہنما اس طرح خطاب کر سکتا ہے۔ خوف کی کوئی جھلک نظر نہیں آئی اور نہایت نڈر طریق پر اپنی تقریر کی اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہی اسلام کا صحیح اور سچا پیغام ہے۔ جو جنگیں ہو رہی ہیں ان کے پیچھے کچھ لوگ ہیں جو اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور پھر کہتے ہیں آج کے خطاب میں بھی ‘‘محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں’’ کے حوالے سے بات کی اور یہی ہمارا لائحہ عمل ہونا چاہئے اور یہی سچ ہے۔

مذاہبِ عالم کے ایک پروفیسر صاحب خلافتِ احمدیہ کے پیغام کے بارے میں یوں تبصرہ کرتے ہیں۔

مذاہب عالم کے ایک پروفیسر صاحب رجائنا کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایڈریس سننے کے بعد کہتے ہیں کہ نہایت پُرمعارف اور دلکش خطاب تھا۔ ان تمام خطابات میں سے نمایاں تھا جو میں نے مذاہب عالم کے پروفیسر کے طور پر سنے ہیں۔ امام جماعت کی جو بات مجھے بہت اچھی لگی وہ آپ کا واضح اور قابل عمل پیغام تھا کہ اگر دنیا میں سب امن چاہتے ہیں تو یہ ان غریبوں کو نظر انداز کر کے نہیں حاصل ہو سکتا جو تکالیف میں مبتلا ہیں۔ میرے خیال میں یہ پیغام بہت ہی واضح تھا۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں موجودہ حالات کے پیش نظر جبکہ دُنیا کے مسائل کے اسلامی حل پر لوگ کچھ غلط فہمیوں میں اُلجھے ہوئے ہیں، ان کا پیغام بہت ضروری ہے یعنی جو میں نے کہا۔ کہتے ہیں کہ اُنہوں نے اُن خدشات کو دُور کرنے کا ذمہ لیا اور اُن کا پیغام ہمارے اس ملٹی کلچرل اور ملٹی ریلیجس سوسائٹی میں باہمی تعاون، اتفاق اور احترام کو ترویج دینے کے لئے بہت اہم تھا۔‘‘

سابق منسٹر برائے امیگریشن اینڈ ڈیفینس Jason Kenney خلافتِ احمدیہ کے پیغام کو امن کا ضامن قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں۔

سابق منسٹر برائے امیگریشن اینڈ ڈیفینس Jason Kenney ان کے ہمارے پُرانے تعلقات ہیں۔ جماعت سے اور مجھ سے بھی

ذاتی طور پر ان کا کافی تعلق ہے۔ وہ بھی وہاں آئے ہوئے تھے اور کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک چھوٹی جماعت ہے لیکن بہت بڑھ چڑھ کر کام کرتی ہے اور اسلام کا روشن چہرہ دُنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ اس وقت جو دُنیا کے حالات ہیں اور انتہا پسندی کے بارے میں غلط تصورات ہیں کہ اسلام انتہا پسندی کی اجازت دیتا ہے ایسی صورتحال میں جماعت احمدیہ ایک اکسیر کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ وہ اسلام ہے جو کینیڈا کی تہذیب کے عین مطابق ہے اور امن کا ضامن ہے اور کہتے ہیں میرے خیال میں مسجد کا افتتاح اور امام جماعت احمدیہ کا دورہ اس پورے علاقے کے لئے علم میں اضافے کا باعث ہو گا اور لوگوں کے سامنے اسلام کا خوبصورت چہرہ پیش کیا جائے گا۔

کینیڈا کے سابق وزیر اعظم سٹیفن ہارپر (Stephen Harper) نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

کینیڈا کے سابق وزیر اعظم سٹیفن ہارپر (Stephen Harp-er) نے یہاں اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام جماعت احمدیہ کو متعدد مقامات پر خطاب کرتے ہوئے سنا ہے اور انہوں نے ہمیشہ اسلام کا پُر امن پیغام دنیا تک پہنچایا ہے اور پھر خطاب کے بعد اپنا تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج شام بھی یہی کیا۔ یہ ایک عظیم الشان پیغام ہے جو اُن کی جماعت کے تمام ممبران کا عکس بھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میرے خیال میں امام جماعت کے ریمارکس بہت ہی ضروری اور اہم ہیں اور ہر ایک کو اُن کو سننے کی ضرورت ہے کیونکہ آج کے دَور میں انتہا پسند عناصر اسلام کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عام لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ یہی اصل اسلام ہےاور پھر کہتے ہیں خلیفۃ المسیح نے یہ کہا کہ اسلام کا مطلب ہی امن ہے۔ اسلام کا مطلب اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق سے محبت ہے۔''

(الفضل انٹرنیشل 9 تا 15 دسمبر 2016ء)

محمد اشرف کاہلوں

ایک مومن اور پانی

مچھلی کی زندگی اور بقا پانی کے اندر ہے۔اگرچہ خشکی پر ہزارہا رنگینیاں اور دلچسپیاں ہوں۔مگر یہ اس کے لئے پیغام اجل ہیں۔اس طرح ہر احمدی کے لئے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے میں مثل آب بقا ہے۔خانہ دل میں دین و دنیا یکساں درجہ پہ رکھنا محال ہے۔کیا خوب کہا گیا ہے

خدا خواہی و دنیائے دوں
ایں خیال است و محال و جنوں

احمدی کی منجملہ دیگر ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری اعلائے کلمۃ الحق کی اشاعت و ترویج بھی ہے۔اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے نمونہ کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔اس لئے ہر ایک کو چاہیے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کر دے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 510)

آپؑ کی یہ دلی تمنا ہر احمدی کی زندگی کی یہ اس رنگ میں تصویر بن جائے کہ

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

محمد عثمان شاہد

سعداللہ لدھیانوی کی ہلاکت کا نشان اور مزید وضاحت

روزنامہ الفضل لندن آن لائن ایڈیشن مؤرخہ 22 مئی 2020 میں ایک مضمون بعنوان

'' نمونیہ پلیگ سے سعداللہ لدھیانوی کی ہلاکت'' شائع ہوا ہے بلاشبہ مضمون مذکور عمدہ اور معلوماتی ہے لیکن مضمون کے ایک فقرہ میں ایک سنجیدہ ابہام پایا جاتا ہے جس کاازالہ اور وضاحت ضروری ہے۔

مضمون نگار لکھتے ہیں۔

'' ان تحریروں کی اشاعت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے مگر سعداللہ لدھیانوی کے گھر میں لڑکا پیدا نہ ہوا اور جو اولاد اس کے ہاں پیدا ہوچکی تھی وہ پہلے ہی مرچکی تھی۔''

اس پیراگراف کے آخری فقرہ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ پیشگوئی کی اشاعت کے وقت سعداللہ کی تمام اولاد مرچکی تھی اور اس کی اولاد میں سے اس وقت کوئی ایک بھی باقی نہ تھا جبکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی اشاعت کے وقت سعداللہ کا ایک بیٹا زندہ موجود تھا اور وہ بیٹا جس کا نام محمود تھا سعداللہ کی وفات کے وقت بھی زندہ موجود تھا اس بیٹے کی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زندہ ہونے کا واضح اشارہ ان اشعار میں بھی موجود ہے جوحسرت ویاس کی حالت میں دعا کے رنگ میں سعداللہ نے کہے اور مضمون نگار نے اسی مضمون میں درج بھی کئے ہیں اور ترجمہ ان اشعار کا یوں لکھا ہے ۔

''اے بے نیاز! تونے مجھے اولاد دی تھی مگر ان میں سے بعض کو تونے واپس لے لیا۔''

اس سے صاف عیاں ہے کہ سعداللہ تمام اولاد کے واپس لے لئے جانے کی بات نہیں کرتا بلکہ ان میں سے بعض کے وفات پاجانے کا رونا روتا ہے ۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کیا پیشگوئی کی اشاعت کے وقت اورسعداللہ کی وفات کے بعد اس کے ایک بیٹے کے زندہ ہونے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کی عظمت میں کوئی کمی آجاتی ہے تو صاف جواب ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ اس بیٹے کا بوقت اشاعت پیشگوئی اور بعد وفات سعداللہ زندہ رہنے سے اس پیشگوئی کی عظمت میں نہ صرف کوئی کمی نہیں آتی بلکہ اس سے پیشگوئی کی عظمت مزید دوبالا ہوجاتی ہے اور اسے چارچاند لگ جاتے ہیں چنانچہ پیشگوئی کی اشاعت کے بعد اور سعداللہ کی وفات سے پہلےاس کی مزید وضاحت میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ الفاظ بھی تحریر فرمائے۔

'' اگر سعداللہ کا پہلا لڑکا نامرد نہیں ہے جوالہام انّ شانئك هوالابتر سے پہلے پیدا ہوچکا تھا جس کی عمر تخمیناً 30 برس کی ہے تو کیا وجہ کہ باوجود اس قدر عمر گزرنے اور استطاعت کے اب تک اس کی شادی نہیں ہوئی اور نہ اس کی شادی کا کچھ فکر ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے سعداللہ پر فرض ہے کہ اس پیشگوئی کی تکذیب کے لئے یا تو اپنے گھر میں اولاد پیداکرکے دکھلادے اور یا پہلے لڑکے کی شادی کرکے اور اولاد حاصل کراکر اس کی مردمی ثابت کرے اور یاد رکھے کہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اس کو ہرگز حاصل نہیں ہوگی کیوں کہ خدا کے کلام نے اس کا نام ابتر رکھا ہے اور ممکن نہیں کہ خدا کا کلام باطل ہو یقیناً وہ ابتر ہی مرے گا جیسا کہ آثار نے بھی ظاہر کردیا۔'' (حقیقۃ الوحی ،روحانی خزائن جلد22 حاشیہ صفحہ 378)

مذکورہ بالا الفاظ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سعداللہ کے لئے مزید آسانی پیدا کردی تھی کہ پیشگوئی کی تکذیب کے لئے ضروری نہیں کہ سعداللہ کے ہاں براہ راست اپنے ہی گھر میں پیشگوئی کے بعد کوئی اولاد ہو بلکہ اگر اس کے اس وقت موجود بیٹے کے ہاں بھی اولاد پیدا ہوجائے تب بھی پیشگوئی کو غلط تسلیم کیا جائے گا لیکن بمطابق ایں حقیقت کہ

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

حضرت اقدس علیہ السلام کے مذکورہ بالا الفاظ تحریر فرمانے کے چند روز بعد سعداللہ لدھیانوی حسرت ویاس کی تصویر بن کر پیشگوئی کے مطابق ذلت ورسوائی اور نامرادی کے ساتھ نمونیہ پلیگ کے نتیجہ میں ہلاک ہو کر نشان عبرت بن گیا اور ایک مرتبہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بات آپ کے حق میں پوری ہوئی

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہٗ زارونزار

سعداللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا محمود نامی زندہ تھا اس کی شادی ہوئی لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی ۔مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ نے اس پر زور دے کر اس کی دوسری شادی کروائی مگر اس سے بھی کوئی اولاد پیدا نہ ہوسکی اور تمام عمر لاولد رہنے کے بعد باالآخر 12 جولائی 1926 کو موضع کرم کلاں میں معاندین احمدیت کی آخری امید پر بھی پانی پھیرتا ہوا اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا

(حوالہ کے لئے دیکھیں تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 482 و احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک مصنفہ قاضی محمد نذیر لائلپوری صفحہ 195)

سعداللہ کی وفات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہوجانے پر آپ علیہ السلام نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس مضمون کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی مندرج روحانی خزائن جلد 22 کے صفحہ 435 تا 456 میں بیان فرمایا ہے۔

حضورؑ فرماتے ہیں ۔

'' پیشگوئی کے بعد تخمیناً بارہ سال تک سعداللہ زندہ رہا اور جَورو رکھتا تھا مگر پھر بھی اولاد کا ہونا ایسا رک گیا جیسا کہ ایک سیلاب کے آگے بندھ لگایا جاتا ہے اور لڑکا جو پیشگوئی سے پہلے بعمر پندرہ سال موجود تھا وہ بھی تیس سال تک پہنچ گیا اور شادی تک نوبت نہ آئی اور سعداللہ ایک جوان مضبوط تھا اور اس لائق تھاکہ پیشگوئی کے بعد کئی لڑکے اس کے گھر میں پیدا ہوجاتے لیکن پیشگوئی کے بعد موت کے دن تک اس کے گھر میں کوئی زندہ رہنے والا لڑکا پیدا نہیں ہوا اور نہ اس کے لڑکے کے گھر میں کچھ اولاد ہوئی بلکہ اب تک وہ شادی سے محروم ہے اور سناگیا ہے کہ اس کی عمر تیس برس یا اس سے زائد ہے پس پیشگوئی نے اپنی سچائی کو ظاہر کردیا کہ پیشگوئی کے بعد خداتعالیٰ نے سعداللہ کے گھر میں نسل کا پیدا کرنا روک دیا ہر ایک شخص جو کچھ حیا اور شرم کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ پیشگوئی کے ساتھ ہی آئندہ بارہ برس تک سلسلہ اولاد کا قطع ہوجانا اور اسی حالت میں سعداللہ کا مرجانا یہ ایسا امر نہیں ہے کہ نظرانداز کیا جائے۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 443)

کیا ہی خوب فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے۔

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا
جھوٹ اور سچ میں جو ہے فرق وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائے گا عزت کوئی رسوا ہوگا

ظہیر احمد طاہر۔ جرمنی

مضمون نویسی کی اہمیت اور طریق کار

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ’’سلطان القلم‘‘ کے آسمانی خطاب سے نوازا ہے ۔ آپ نے تحریر وتقریر کے میدان میں ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفوضہ ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور ایسا بے نظیر لٹریچر مہیا کردیا جو دلائل وبراہین کا بحر بےکنار ہے۔ ایک طالب حق علم ومعرفت کے اس سمندر میں جس قدرغوطہ زن ہوتا جاتا ہے وہ اُسی قدرفیض حاصل کرلیتاہے ۔ پس سلطان القلم کے سپاہی ہونے کے ناطے ضروری ہے کہ ہم بھی قلم کا استعمال سیکھیں اور آپ کے جاری کردہ چشمے کی برکات و تاثیرات کو عام کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ پیاسی روحوں تک یہ زندگی بخش پیغام پہنچ جائے ۔

محنت کی افادیت سے دنیاکا ہر باشعور انسان واقف ہے ۔ کسی بھی کام کواچھے طریق پر مکمل کرنے کے لئے محنت بنیادی کردار ادا کرتی ہے ۔کوئی انسان جس قدر محنت اور کوشش کرتا ہے اُسی قدر پھل پاتا ہے ۔ تحریر وتقریر میں بھی جس قدر مشق کی جائے اُن میں اُسی قدر نکھار پیدا ہوتا جاتا ہے اور بالآخر یہی مشق انسان کوایک نہ ایک دن ماہر بنادیتی ہے ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بہت معمورالاوقات تھے ۔آپ نے قلم کے جس جہاد کا آغاز فرمایا تھا اُس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے آپ بے انتہا محنت فرمایاکرتے تھے ۔آپ فرماتے ہیں’’یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کردے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 510)

حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام قلمی تائید کرنے والوں کو بہت پسند فرماتے تھے ۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے۔’’اگر کوئی تائیدِ دین کے لیے ایک لفظ نکال کر ہمیں دیدے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے جو شخص چاہے کہ ہم اُس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیاز مندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں وہ ہمیں اس بات کا یقین دلادے کہ وہ خادمِ دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلداوّل صفحہ 311)

نیز فرمایا۔’’اِس وقت ہم پر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراض کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے ۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بیکار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے اثبات کے لئے اپنی قلموں کے نیزوں کو تیز کریں۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 150)

اچھا مضمون یا مقالہ لکھنے کے لئے وسیع مطالعہ از حد ضروری ہے ۔جس موضوع پر آپ لکھنا چاہتے ہیں اُس سے متعلق اخبارات ، رسائل اور کتب کا مطالعہ کریں اور اس موضوع کے متعلق واقفیت پیدا کریں ۔ہرتحریر غور سے پڑھیں اور اس تحریر کے نفس مضمون کو اپنے الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کریں ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں’’آخر ہم مضامین لکھتے ہیں تو کیا فرشتے آکر ہمیں نوٹ لکھواتے ہیں ۔ہم بھی دوسری کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان سے مسائل اخذ کرکے مضامین لکھتے ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ 584)

کسی اچھی بات کو بار بار مختلف پیرائے میں بیان کرنا قرآن کریم کی تعلیم کے عین مطابق ہے ۔کیا معلوم کس وقت کونسی بات کسی کے دل پر اثر کرجائے اور کوئی انسان ہماری وجہ سے راہ راست پرآجائے ۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ’’ہم جو کتاب کو لمبا کردیتے ہیں اور ایک ہی بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کرتے ہیں اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ مختلف طبائع مختلف مذاق کے ناظرین کسی نہ کسی طریقے سے سمجھیں اور شاید کسی کو کوئی نکتہ دل لگ جائے اور اس سے ہدایت پالے اوریوں بھی اکثر دل جو طرح طرح کی غفلتوں سے بھرے ہوئے ہیں ۔ اُن کو بیدار کرنے کے لئے ایک بات کا بار بار بیان کرنا ضروری ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 432)

مواد: جس موضوع پر لکھنا چاہتے ہیں اُس کے لئے مواد تلاش کریں ۔مضمون سے متعلق جو موادنظر سے گزرے ، بہتر ہوگا کہ کسی کاغذ یا ڈائری میں اُس اخبار،رسالہ یاکتاب کا حوالہ نوٹ کرلیں۔ مثلاً کتاب کا نام ، صفحہ نمبر ،اخبار یا رسالہ کی تاریخ اشاعت وغیرہ۔ جماعتی ویب سائیٹ alislam.org سے کتب ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں۔ متعدد جماعتی اخبارات اور رسائل بھی اس ویب سائیٹ پر دستیاب ہیں۔ کسی بھی موضوع سے متعلق مواد تلاش کرنے کے لئے قرآن کریم اور دیگر کتب کے انڈیکس سے بھی مدد لی جاسکتی ہے ۔

مضمون یا مقالہ کس طرح لکھا جائے

- ہر ذیلی عنوان کے آغاز پراُس کی اہمیت واضح کریں۔
- مضمون کی افادیت بڑھانے کے لئے آیات ، احادیث ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اورارشادات خلفاء سلسلہ احمدیہ درج کریں۔
- بزرگان سلسلہ کی آراء درج کریں یا موضوع کی مناسبت سے اُسے دیگر صاحب علم احباب کی تحریروں سے مزّین کریں ۔
- مضمون میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے واقعات نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔
- مضمون کے آخر پر اسے سمیٹیں ،مضمون کا موزوں نتیجہ نکالیں اور اس کے فوائدبیان کریں۔
- مناسب مقامات پر سرخیاں اور ذیلی عناوین موٹے الفاظ میں درج کریں گے تو مضمون زیادہ واضح ہوجائے گااور سمجھنے میں بھی آسانی ہوگی۔
- مضمون کاغذ کے ایک طرف اور صاف صاف لکھاجائے۔
- اقتباسات دونوں طرف جگہ چھوڑ کر لکھے جائیں۔
- عربی عبارت اور اشعار واضح اور صاف لکھیں۔
- مقالہ یا مضمون مکمل کرنے کے بعد نظر ثانی کرنا نہ بھولیں ۔

اصل ماخذ: اپنے مضمون میں اگر کسی کتاب ، اخبار یا رسالہ کا حوالہ درج کریں تو بہتر ہوگا کہ اُسے اصل کتاب سے چیک کرلیں۔ جماعتی اخبارات اور رسائل میں اس موضوع کی مناسب سے بہت سے مضامین مل سکتے ہیں ۔ان مضامین میں درج قرآن کریم ، احادیث ، ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کو اصل کتب میں چیک کرلیں ۔حوالہ جات کسی بھی اچھے مضمون کی زینت ہوتے ہیں ۔ اس لئے ہر ممکن کوشش کی جائے کہ اصل ماخذ (Original Source)سے حوالہ جات درج کئے جائیں ۔ اصل ماخذ سے مراد وہ کتاب،رسالہ یا اخبار ہے جس میں سے مضمون نگار یا مقالہ نویس نے عبارت اصل حالت میں درج کی ہو۔ اگر اصل کتاب نہ مل سکے تو جس جگہ سے وہ حوالہ درج کیا گیا ہے اُس کتاب ، اخبار اور رسالہ کا بھی ساتھ ذکر کریں ۔ مثلاً(ملفوظات جلد، صفحہ نمبر،بحوالہ الفضل آن لائن،تاریخ اشاعت ،صفحہ نمبر،کالم وغیرہ) بعض مضمون نگار ثانوی ذرائع سے حاصل کئے ہوئے اقتباسات کو اصل ماخذ کے طور پر درج کردیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ تحقیق اور ریسرچ کے اصول کے خلاف ہے کیونکہ ہوسکتا ہے جہاں نے آپ نے حوالہ یا اقتباس درج کیا ہے اُس مضمون نگار نے اقتباس درج کرتے وقت صحیح معیار اور سند کا خیال نہ رکھا ہو ۔ اس لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ حوالہ جات اصل ماخذ سے تلاش کئے جائیں ۔

حوالہ درج کرنے کا طریق

قرآن کریم : سورۃ کانام اور آیت نمبر ۔مثلاً

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ

(بنیۤ اسرآئیل:79)

ترجمہ:سورج ڈھلنے سے شروع ہوکر رات کے چھا جانے تک نماز کو قائم کر۔

حدیث : حدیث کی کتاب کانام (صحیح مسلم)، کتاب کا نام(کتاب الایمان) ، باب کانام ۔مثلاً عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ أَوِ الْعَمَلِ الصَّلَاةُ لِوَقْتِهَا وَبِرُّ الْوَالِدَيْنِ

(صحیح مسلم ،کتاب الایمان ،بَاب بَيَانِ كَوْنِ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ تَعَالَى أَفْضَلَ الْأَعْمَالِ)

ترجمہ:حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایاکہ بہترین اعمال یا عمل یہ ہے کہ نماز اس کے وقت پر ادا کرنا اور والدین سے حسن سلوک کرنا۔

کتب: کتاب کانام، جلدنمبر، صفحہ نمبر، ایڈیشن، مقام اشاعت، ناشر، مصنف کا نام وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ جو پانچ وقت نماز کے لیے مقرر ہیں یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں بلکہ اگر غور کرو تو یہ دراصل روحانی حالتوں کی ایک عکسی تصویر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ نمبر95 ۔ایڈیشن 2003ء۔ ناشرنظارت نشرواشاعت قادیان)

رسائل وجرائد واخبارات: جو حوالہ جات رسائل وجرائد اور اخبارات سے درج کریں اُن کا مکمل حوالہ لکھیں ۔ رسالہ،جریدہ یا اخبار کانام، مقام اشاعت، جلدنمبر، شمارہ، صفحہ نمبر وغیرہ۔ مثلاًحضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :

’’نماز کے پڑھنے کی طرف جب بھی اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے تو اس طرف توجہ دلائی کہ نماز میں باقاعدگی بھی ہو، تمام نمازیں وقت پر ادا ہوں اور باجماعت ادا ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 ستمبر2017ء۔مطبوعہ، ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن جلد نمبر 24۔ 20تا 26 اکتوبر 2017ء)

ایک مشورہ : مضمون لکھنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کا کچھ خاکہ تیار کر لیا جائے ۔جب بھی مضمون کی مناسبت سے کوئی مفید بات ذہن میں آئے تو اُسے فوراً نوٹ کرلیا جائے ۔ اس طرح آپ کے پاس اُس مضمون کے متعلق ایک خاکہ تیار ہونا شروع ہوجائے گا ۔ بعد میں انہیں نوٹس کو کانٹ چھانٹ کر آپ اپنے مضمون میں نکھار پیدا کرسکتے ہیں ۔انسان کو لکھنے کی مشق کرتے رہنا چاہئے ۔جب اپنے لکھے ہوئے ہوئے کو بار بار پڑھیں گے تو کئی مفید باتیں آپ کے ذہن میں آئیں گی اور اس طرح مشق ایک نہ ایک دن انسان کو ماہر بنا دیتی ہے ۔ مضمون نگاری کے سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ مضمون کو کئی جگہ دکھانا اچھی بات نہیں۔ اس سے خود اعتمادی کی روح مجروح ہوتی ہے ۔ ہر انسان جداگانہ خیال رکھتا ہے ۔دوسروں کی آراء و ترمیمات کا دخل لازماً اصل مضمون کی ہیئت بدل دیتا ہے اور پھر وہ اپنا مضمون نہیں رہتا بلکہ دوسروں کی خیالات کا مرقع بن جاتا ہے ۔ یہی بات خود اعتمادی کے منافی ہے اس لئے اصولاً اتنا ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ جس موضوع پر مضمون لکھنا ہے وہ حتی الوسع پہلے اچھی طرح سمجھ لیا گیا ہے اور پھر دیانتداری سے قال اللہ وقال الرسول کی روشنی میں اس کو لکھا ہے۔‘‘ (حیات بشیر صفحہ 431۔ مؤلف : شیخ عبدالقادر)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ عنہ کو جماعت کی روحانی تربیت، عملی اصلاح اور علمی ترقی کا بہت خیال رہتا تھا۔آپ کی یہ خواہش تھی کہ افرادِ جماعت ہر میدان میں دوسروں کے لئے نمونہ بنیں ۔ 1958ء میں آپ کو ایک رؤیا کے ذریعہ اس

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

طرف توجہ دلائی گئی کہ آپ احمدی نوجوانوں کو تحقیقی مضامین لکھنے اور اسلام احمدیت کی تائید میں علمی لٹریچر تیار کرنے کی طرف توجہ دلائیں ۔ چنانچہ آپ نے الفضل میں دو مقالے رقم فرمائے ۔ آپ نے تحریر فرماتے ہیں کہ

”قلم علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے اہم اور سب سے مؤثر ترین ذریعہ ہے اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے ۔ زبان کی بات عام طورپر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہوجاتی ہے ۔ سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کرلیا جائے ۔ مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں کیونکہ قلم کا لکھا ہو اگویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے ۔ جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی ... پس اے عزیزو اور میرے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو سلطان القلم کی جماعت میں ہوکر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں ۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایان اسلام کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں ۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا ۔ اسی طرح اب وہ تمہارے اندر سے ہوکر (کیونکہ خدا اب بھی انہیں قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں۔“

(حیات بشیر صفحہ 432۔ مؤلف : شیخ عبدالقادر)

پس لکھنے کی مشق جاری رکھئے ، لکھئے اور لکھتے جائیے اور اس بات کو بھول جائیے کہ آپ کی تحریر کسی اخبار یا جریدے میں شائع ہوتی ہے یا نہیں ۔ اگر آپ ہمت نہیں ہاریں گے تو ان شاء اللہ ایک دن آپ کے قلم سے ایسی تحریر ضرور نکلے گی جو کسی اخبار یا جریدہ کی زینت بن سکے ۔ہمارا کوئی بھی کام دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی مددواستعانت کے بغیر پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے ہمیں زندگی کے ہر معاملہ میں دعاؤں سے بہت کام لینا چاہئے ۔اللہ تعالیٰ ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے اور ہمیں حضرت اقدس علیہ السلام کے جاری کردہ قلمی جہاد کے وسیع میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

مکرم حافظ مظہر احمد لکھتے ہیں۔

19مئی 2020ء الفضل میں قمر اجنالوی صاحب کے بارہ مکرم محمد محمود طاہر صاحب کا ایک نہایت علمی اور ادبی مضمون نظر سے گزرا جو آنمحترم کی شخصیت کی بڑے عمدہ رنگ میں عکاسی کرتا ہے خاکسارنے اگرچہ بچپن سے موصوف کا کئی مرتبہ ذکر سنا مگر اس تفصیل سے نہیں گویا ایک تشنگی تھی جو باقی تھی جس کی اس مضمون نے کافی حد تک تلافی کردی ہے ۔خاکسار کی رائے میں نئی نسل کے لئے جو ان بزرگوں سے نا آشنا محض ہیں بالخصوص اس طرح کے تعارفی مضامین بہت اہمیت کے حامل ہیں ۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

درِّ مکنون

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت

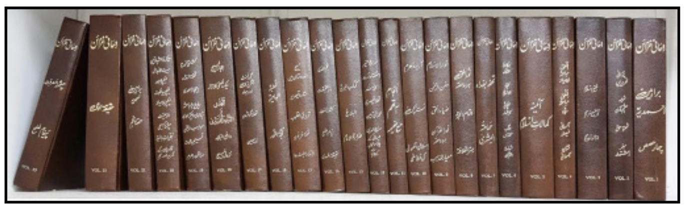

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے آخری زمانہ میں آنے والے مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے بارے ایک یہ پیشگوئی بھی فرمائی کہ وَيُفِيضُ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن بِبَابُ فِتْنَةِ الدَّجَالِ، وَخُرُوجِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَخُرُوجِ يَأْجُوجَ، وَمَأْجُوجَ)

کہ وہ اتنا مال لٹائے گا یہاں تک کہ اُسے کوئی قبول کرنے والا نہ ہو گا۔ پیشگوئی کے یہ الفاظ کہ اس کو لینے والا کوئی نہ ہو گا ،بتاتے ہیں کہ یقیناً یہ مال روحانی مال ہے نہ کہ مادی کیونکہ مادی مال سے تو انسان کا پیٹ نہیں بھرتا ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لَوْأَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ۔

اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ پسند کرے گا کہ اس کو سونے کی 2 وادیاں مل جائیں ۔ اس کے حرص کے پیٹ کو کوئی چیز بھر نہیں سکتی سوائے مٹی کے۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ المَالِ)

ویسے بھی اگر دیکھا جائے کہ مسیح آ کر ہر شخص کو اس کے مطالبہ سے بہت بڑھ کر دولتمند کر دے گا تو دنیا کے تمام کاروبار بند ہو جائیں کیونکہ ایک کسان اسی لئے کھیتوں میں محنت مشقت کرتا ہے کہ اس کی پیداوار سے رقم حاصل کرے اور اپنی ضروریات پوری کرے ایک مزدور اسی لئے کام کرتا ہے تاکہ اپنی اُجرت سے اپنی ضروریات پوری کرے ہر کام کرنے والا دولت کی خاطر ہی کام کرتا ہے جب سب کو بے انتہا دولت گھر بیٹھے مل جائے تو دنیا کے تمام کاروبار ہی ٹھپ ہو جائیں۔

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو انبیاء کی پاکیزہ تاریخ میں یہی بات نظر آتی ہے کہ وہ لوگوں سے انفاق فی سبیل اللہ کا مطالبہ کرتے تھے نہ کہ ان کو مالا مال کرتے تھے ۔ خود نبی کریم ﷺ نے بھی ساری زندگی صحابہؓ کو صدقہ و زکوۃ کی تحریک کی ۔اس لئے یہ بات سنت انبیاء کے خلاف ہے کہ قوم کے ہر فرد کو ا س کثرت سے مادی دولت دی جائے کہ لینے والا کوئی نہ رہے ۔پس جس پہلو سے دیکھیں مادی دولت بانٹنے کے معنی کرنا درست نہیں ۔

اس پیشگوئی سے مُراد روحانی دولت ہے جو ہر نبی آ کر بانٹا کرتا ہے۔ یہ ایمان کی دولت ہے ۔ یہ روحانی علوم کی دولت ہے ۔ یہ دلائل و براہین کی دولت ہے ۔ جو مومن تو قبول کیا کرتے ہیں لیکن جن کی قسمت میں انکار ہے وہ اس دولت کولینے سے انکار کر دیا کرتے ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ قیمتی خزانے، روحانی خزائن خوب بانٹے اور آج بھی آپؑ کے یہ خزانے آپؑ کی قیمتی اور بیش بہا کتب اور ملفوظات کی شکل میں موجود ہیں ۔ آپؑ خود اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

آپؑ نے تلقین فرمائی کہ تمام احباب میری کتب کو ضرور پڑھیں تاکہ وہ ان خزانوں سے فیض یاب ہو سکیں ۔ ان علوم کو حاصل کر سکیں جومردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتے ہیں ۔ فرماتے ہیں۔

”جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھ لو کہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کو حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا ۔زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“ (ازالہ اوہام ،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104)

آج کل کرونا وائرس کے سبب جب حکومتیں بار بار اعلان کر رہی ہیں کہ لوگ گھروں میں رہیں، ہر کسی کے پاس گزارنے کے لئے کافی وقت ہوتا ہے ۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ ہمیشہ خیر کی حالت میں رہتا ہے ۔ پس ہمیں چاہئے کہ اگر پہلے کبھی کوتاہی بھی ہو چکی تھی تو آج کل ہم ان کتب کے مطالعہ کی طرف بھرپور توجہ دیں ۔ خاص طور پر طلباء بھی ان کتب کو پڑھیں ۔ اس سے جہاں ان کے علم میں اضافہ ہو گا روحانی قوتیں پروان چڑھیں گی وہاں ان کی ذہنی استعدادیں بھی بڑھیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں ۔

”میں آپ کو بار بار تاکید کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے کی عادت ڈالیں ۔ تین صفحات روزانہ پڑھنا شروع کر دیں گے تو پھر آپ کو اس کی عادت پڑ جائے گی ۔ اس کے نتیجے میں آپ کی پڑھائی پر یا اگر آپ کوئی کام کر رہے ہیں تو آپ کے کام پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ یہ مطالعہ ان پر اچھا اثر ڈالے گا....اس مطالعہ کے نتیجے میں اس کے ذہن میں جلا پیدا ہو گی اور اس کے اندر ایک نور پیدا ہو گا اور پھر وہ دوسرے مضامین کیمسٹری انگریزی وغیرہ کو بآسانی سمجھنے لگے گا امتحان میں اُسے اچھے نمبر ملیں گے اور اگر وہ کوئی کام کر رہا ہے تو اس کے کام میں Efficiency پیدا ہو جائے گی ۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی مائدہ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین ۔ثم آمین

طلوع و غروب آفتاب

یکم جون 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:14	18:59
مدینہ منورہ	04:05	19:06
قادیان	03:45	19:29
ربوہ	03:26	19:11
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:23	21:10